رینگنے والے جانور

قیصر سرمست

رینگنے والے جانور

رینگنے والے جانور

قیصر سرمست

ترقی اردو بیورو نئی دہلی

Rengne Waley Janwar
By
Qaisar Sarmast

سنہ اشاعت جنوری، مارچ ۔1989 شک 1910
© ترقی اردو بیورو، نئی دہلی
پہلا اڈیشن : 5000
قیمت : =/12
سلسلۂ مطبوعات ترقی اردو بیورو 593

ناشر : ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو، ویسٹ بلاک 8 آر کے پورم نئی دہلی۔ 110066
طابع : جے۔کے۔ آفسیٹ پرنٹرس دہلی۔ ۶

پیش لفظ

ہندوستان میں اردو زبان وادب کی ترقی و ترویج کے لیے ترقی اردو بیورو (بورڈ) قائم کیا گیا۔ اردو کے لیے کام کرنے والا یہ ملک کا سب سے بڑا ادارہ ہے جو دو دہائیوں سے مسلسل مختلف جہات میں اپنے خاص خاص منصوبوں کے ذریعہ سرگرم عمل ہے۔ اس ادارہ سے مختلف جدید اور مشرقی علوم پر مشتمل کتابیں خاصی تعداد میں سماجی ترقی، معاشی حصول، عصری تعلیمی اور معاشرہ کی دوسری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے شائع کی گئی ہیں جن میں اردو کے کئی ادبی شاہکار، بنیادی متن، قلمی اور مطبوعہ کتابوں کی وضاحتی فہرستیں، تکنیکی اور سائنسی علوم کی کتابیں، بچوں کی کتابیں، جغرافیہ، تاریخ، سماجیات، سیاسیات، تجارت، زراعت، لسانیات، قانون، طب اور علوم کے کئی دوسرے شعبوں سے متعلق کتابیں شامل ہیں۔ بیورو کے اشاعتی پروگرام کے تحت شائع ہونے والی کتابوں کی افادیت اور اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ مختصر عرصہ میں بعض کتابوں کے دوسرے تیسرے ایڈیشن شائع کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ترقی اردو بیورو نے اپنے منصوبوں میں کتابوں کی اشاعت کو خاص اہمیت دی ہے۔ کیوں کہ کتابیں علم کا سرچشمہ رہی ہیں اور بغیر علم کے انسانی تہذیب کے ارتقا کی تاریخ مکمل نہیں تصور کی جاتی۔ جدید معاشرے میں کتابوں کی اہمیت مُسلّم ہے۔ بیورو کے اشاعتی منصوبہ میں اردو انسائیکلوپیڈیا، ذولسانی اور اردو۔ اردو لغات بھی شامل ہیں۔

ہمارے قارئین کا خیال ہے کہ بیورو کی کتابوں کا معیار اعلا پائے کا ہوتا ہے اور وہ ان کی ضرورتوں کو کامیابی کے ساتھ پورا کر رہی ہیں۔ قارئین کی سہولتوں کا مزید خیال کرتے ہوئے کتابوں کی قیمت بہت کم رکھی جاتی ہے تاکہ کتاب زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچے اور وہ اس بیش بہا علمی خزانہ سے زیادہ سے زیادہ مستفید اور مستفیض ہو سکیں۔

یہ کتاب بھی بیورو کے اشاعتی پروگرام کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے کہ آپ کے علمی ادبی ذوق کے تسکین کا باعث بنے گی اور آپ کی ضرورت کو پورا کرے گی۔

ڈاکٹر فہمیدہ بیگم

ڈائریکٹر ترقی اردو بیورو

فہرست

مگرمچھ، گھڑیال اور الیگیٹر 7 تا 19

کچھوے 20 تا 30

زہریلے سانپ 31 تا 50

ڈائنوسارس 51 تا 60

چند اور رینگنے والے جانور 61 تا 66

ہرزہ سرائی (ناقابل شنیدن ہے) 67

کتابیات

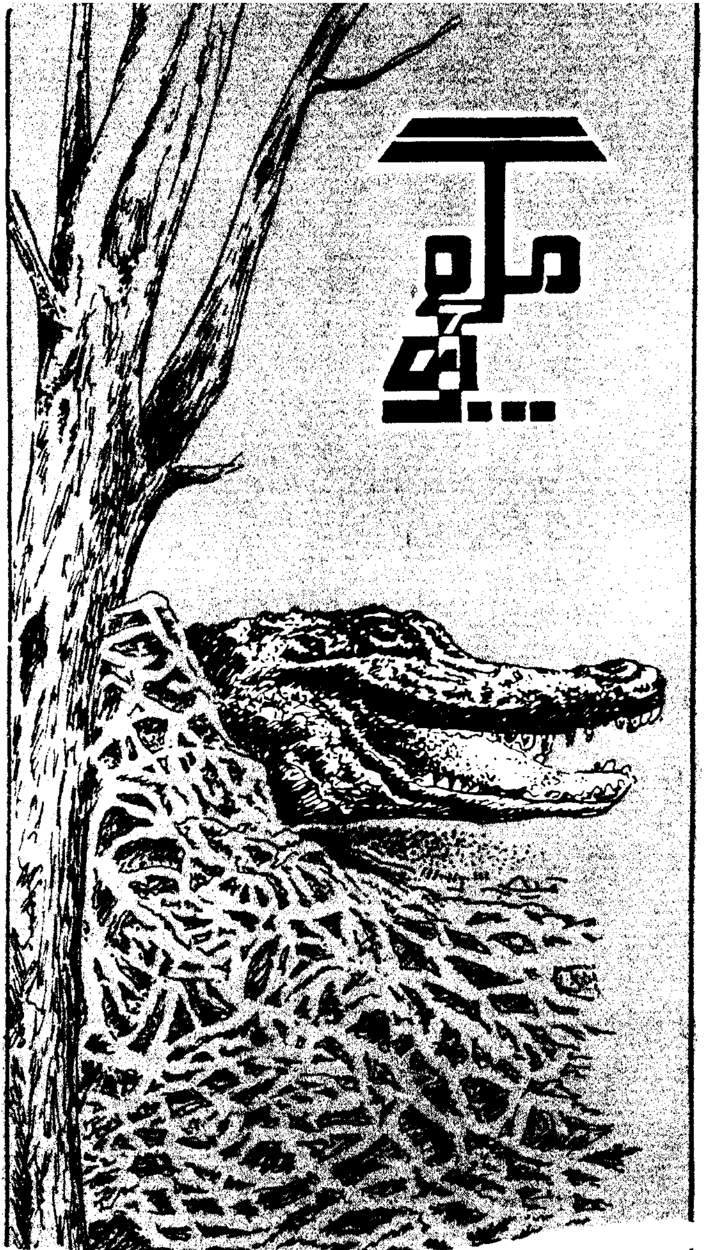

انتساب

اپنی اُن آرزوؤں کے نام

جو کیش CASH نہیں ہوئیں۔

مگرمچھ، گھڑیال اور ایلیگیٹر

مگرمچھ کی کمی کے اسباب

آپ نے اکثر اخباروں میں پڑھا ہوگا کہ ماہرینِ حیوانات اس بات سے فکرمند ہیں کہ مگرمچھوں کی نسل ختم ہوتی جا رہی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر برنارڈ (ریاست، 28 اپریل 1976ء) نے مگرمچھوں کی نسل میں کمی کے متعلق لکھا تھا کہ ”تالابوں میں مچھلیوں کے پکڑنے کے واقعات اور ڈائنامائیٹ کے استعمال سے مگرمچھوں میں کمی آگئی ہے۔“

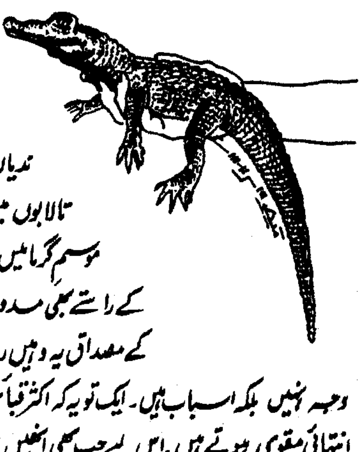

مگرمچھ تالابوں کا جانور نہیں بلکہ دریاؤں اور بڑی ندیوں میں پایا جاتا ہے۔ تالابوں میں مگرمچھ دریاؤں سے آجاتے ہیں۔ جب بارش کی وجہ سے ندیاں اور دریا بھرپور بہتے ہیں تو یہ مگرمچھیں تالابوں میں آجاتی ہیں اور جب یہ ندیاں اور دریا موسمِ گرما میں پایاب ہوجاتے ہیں تو مگرمچھوں کی واپسی کے راستے بھی مسدود ہوجاتے ہیں۔ جائے رفتن وپائے ماندن کے مصداق یہ وہیں رہ جاتی ہیں۔ مگرمچھوں کی کمی کی ایک آدھ وجہ نہیں بلکہ اسباب ہیں۔ ایک تو یہ کہ اکثر قبائلیوں کا خیال یہ ہے کہ مگرمچھ کے انڈے انتہائی مقوی ہوتے ہیں۔ اس لیے جب بھی انھیں انڈے نظر آجاتے ہیں وہ چٹ کر جاتے ہیں۔ یہ تو مگرمچھوں کے زوال پذیر ہونے کی سب سے اہم وجہ ہے کیونکہ جب انڈے ہی

ہوں گے تو نسل بڑھے گی کس طرح۔ اسی بنیادی وجہ کی بنا پر تمام ڈینوسارس فنا کی منزل پر پہنچ گئے۔ ورنہ اگر وہ Mammal پستانیہ ہوتے تو ان کی نسل صفحۂ ہستی سے اس طرح نابود نہ ہوتی۔

دوسری اہم وجہ اس کے کمیاب ہونے کی یہ ہے کہ اس کی کھال، سوٹ کیس، ہینڈ بیگ، منی پرس، لیڈیز پرس اور سگریٹ کیس بنانے کے لیے انتہائی عمدہ ثابت ہوئی ہے۔ اور اس کی کھال سے تیار کی ہوئی چیزیں کافی قیمت میں فروخت ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس کی کھال کے حصول کے لیے اور جھوٹی شان کے لیے انہیں مار مار کر معدوم ہونے کی حد تک پہنچا دیا ہے۔

مگرمچھوں کی کثرت

آج سے کوئی پچاس سال پہلے ہمارے ملک کی ندیوں گوداوری کرشنا اور تنگبھدرا میں مگرمچھوں کی بہتات تھی۔ چھوٹی ندیوں میں بھی یہ بکثرت پائے جاتے تھے۔

سندھنور (ضلع رائچور) سے تنگبھدرا ندی بالکل قریب ہے۔ تنگبھدرا کے دونوں گھاٹ دھڑلیگور اور مکندہ اس نواح میں مگرمچھ کی کثرت کے لیے مشہور تھے۔ دھڑلیگور گھاٹ مستقر سندھنور سے ۱۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں ندی کا پاٹ چوڑائی میں بہت زیادہ تھا۔

مکندہ گھاٹ، سندھنور سے ۱۰ میل کے فاصلے پر ہے وہاں دریا کا پاٹ کافی چوڑا اور پانی گہرا تھا۔ وہاں پاٹ کی چوڑائی کہیں کہیں 700 گز کے قریب بھی تھی اور درمیان میں کئی کئی سو گز لمبے چوڑے جزیرے بھی تھے۔ مگرمچھوں کی اس گھاٹ پر یہ حالت تھی کہ کوئی ثانیہ خالی نہیں جاتا تھا کہ یہ چار چار اور پانچ پانچ اور بعض اوقات 20 20 تک وقت واحد میں پانی کے مختلف مقامات پر نظر آتے تھے۔

افزائش نسل

مگرمچھوں کی افزائش نسل کے متعلق نواب مرزا جنگ بہادر (ریاست) مورخہ 9 مئی 1976ء نے تحریر فرمایا ہے کہ "تالابوں کے برعکس بڑی بڑی ندیاں جو سینکڑوں میل لانبی ہوتی ہیں۔ ایسی ندیوں کے گہرے پانی کے قریب جو جھاڑی دار تارٹاپو ہوتے ہیں وہاں یہ انڈے دیتی ہے جہاں انسانی گذر ناممکن ہوتا ہے۔ عموماً مگرمچھ مرگ سے ایک ماہ قبل ریت میں گڑھے بنا کر اس میں انڈے دیتی ہے اور ریت سے ان کو ڈھانپ دیتی ہے۔ گرمی سے یہ انڈے خود بخود تیار ہو جاتے ہیں۔ قدرت کا انتظام دیکھیے کہ جیسے ہی پہلی بارش ہوتی ہے اوپر کی ریت بہہ جاتی ہے اور بارش کے پانی کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے ندی میں تیرتے ہوئے غائب ہو جاتے ہیں۔ یہاں ایک بات قابلہ

نشان بن کر ہمارے سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ اگر اپنے مقررہ وقت پر بارش نہ ہو تو ان انڈوں سے نکلنے والے بچوں کا کیا ہوگا ؛ یعنی وہ کس طرح ندی اور دریا میں پہنچ پائیں گے کیونکہ انھیں بہا لیجانے والا بارش کا پانی ہے۔ اب کیا وہ سیل اشک کا سہارا لیں گے؟

چلیے اب یہ بھی دیکھ لیتے ہیں کہ Methmemoolto کی طبع کی ہوئی Reptiles and Amphibians of the world میں کیا لکھا ہے۔

نر سے ملنے کے بعد بعض قسم کی مادائیں ریت میں گڑھا بنا کر اس میں بیس سے نوے تک انڈے دیتی ہے اور دوسری قسم کی مادائیں، پتوں، ڈالیوں وغیرہ سے تین فٹ اور چھ فٹ چوڑا گھونسلہ بنا کر اس میں انڈے دبا دیتی ہیں۔ سورج کی گرمی وغیرہ سے یہ انڈے "انڈے سینے کی قدرتی مشین" Incubatar میں رہتے ہیں (ان انڈوں کے چھلکے مضبوط اور یہ قاز کے انڈوں سے ملتے جلتے ہوتے ہیں) ایسے وقت مادائیں عموماً وہیں رہتی ہیں اور جیسے ہی انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں پانی تک ان کی رہنمائی کرتی ہیں۔

مگرمچھ کی اہم قسمیں

اس وقت دنیا میں مگرمچھ کی تقریباً 25 قسمیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن بڑی قسمیں تین ہیں۔ ان کے سر بڑے، جبڑے بہت لانبے طاقتور ترین، ہتیار اور تیرنے میں مدد دینے والی دم اور دم پر پلیٹوں کی دو قطاریں رہتی ہیں۔ پانچ انگلیاں سامنے کے پیروں میں اور پچھلے پیروں میں چار انگلیاں اور ان کے درمیان جھلی ہوتی ہے۔ اس کے نتھنے ابھرے ہوئے اور تھوتھنی کے آخری سرے پر جنھیں وہ مُسلس (پٹھوں) MUSCLES کے ذریعہ کھول کر بند کرسکتا ہے۔ یہ نتھنے دو لانبی نالیوں سے جڑے رہتے ہیں۔ اندرونی NARSE کے سامنے زبان پر فولڈ Fold ہوتا ہے جو اوپر کا ابھار یا شکن ہوتا ہے وہ نیچے کے شکن سے مل سکتا ہے۔ اور یہ دونوں مل کر ایک کھل مندن Valve بناتے ہیں۔ اسی طرح اس کے کانوں پر بھی ایک Flap سا ہوتا ہے جو پانی کو اس کے کانوں میں جانے سے روکتا ہے۔ اس کی جلد پر انتہائی سخت چھلکے Plates رہتے ہیں۔ جو پچھلے پیٹھ اور دم پر پائے جاتے ہیں۔ ان کے نیچے ہڈیاں ہوتی ہیں یعنی انھیں یہ ہڈیاں ہی سنبھالے رہتی ہیں۔ سر پر جلد اس بُری طرح منڈھی رہتی ہے کہ جلد کو کھوپڑی سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ دونوں جانب دو نوکدار دانت ہوتے ہیں جو آپس میں پیوست ہو جاتے ہیں۔ یہ شکار کے لیے صرف شکنجے کا کام دیتے ہیں۔ اس کے مہیب

جبڑے کی پکڑ اتنی خوفناک ہوتی ہے کہ اس سے نجات صرف موت ہی دلا سکتی ہے۔ مگرمچھ صاف پانی میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ زمین پر یہ عام طور پر آرام لینے، انڈے دینے یا پانی خشک ہوجائے تو دوسری جگہ پانی کی تلاش میں آتے ہیں۔ خشک اور گرم موسم میں یہ کیچڑ کھود کر گرما خوابی ARSTIVATE گزارتے ہیں۔ مگرمچھ عام طور پر بڑے گروہ میں رہتے ہیں اور آپس میں لڑتے ہیں۔ البتہ افزائش نسل کے زمانے میں نروں میں خونریز لڑائیاں ہوتی ہیں۔ یہ گوشت پر گزارہ کرنے والا جانور مردارخور بھی ہوتا ہے۔ مگرمچھ بلا نوش ہونے کے بعد اگر ہفتوں غذا نہ ملے تو بھی رہ سکتے ہیں[1]۔

مگرمچھ کا شمار رینگنے والے جانوروں کے تیسرے اور اہم گروہ میں ہوتا ہے۔ تمام مگرمچھ رینگنے والے جانوروں میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ مانے جاتے ہیں۔ کیونکہ دوسرے اعلیٰ فقری جانوروں کے دل کی طرح ان کے دل بھی چار خانوں میں منقسم ہوتے ہیں۔ اور تین خانوں والے دل رکھنے والے Reptiles کے دل سے کہیں زیادہ عمدگی سے خون کی سربراہی کرتے ہیں۔ رینگنے والے جانوروں میں مگرمچھ کے خاندان کے سب ہی جانوروں کی آواز سب سے زیادہ پختہ و تکمیل کو پہنچی ہوئی ہوتی ہے[3] اور بعض شکاریوں کا کہنا ہے کہ اس کی آواز گائے کے بچھڑے کی آواز کی طرح " بھاں بھاں " ہوتی ہے۔ My first Pectorial Encyclopedia میں مگرمچھ، ایلیگیٹر اور گھڑیال کی بڑی آسان پہچان بتائی گئی ہے۔ لکھا ہے :

" ان میں بڑا ہی معمولی فرق ہوتا ہے۔ ایک خصوصیت جو انھیں ایک دوسرے سے علیحدہ کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مگرمچھ کے نچلے جبڑے کے چار دانت باہر نکل کر اس کے اوپری جبڑے کے بازوں پر گڑھا سا ڈال دیتے ہیں۔ اس کے برخلاف ایلیگیٹر میں یہ دانت اوپری حصہ میں لگے رہتے ہیں۔ اور گھڑیال کو ہندوستان کا لانبی تھوتھنی والا مگرمچھ کہنا زیادہ مناسب ہے۔ دنیا میں سب سے بڑے مگرمچھ " کھارے پانی کے مگرمچھ " کہلاتے ہیں۔ یہ عموماً تیس فٹ تک لانبے پائے جاتے ہیں۔"

ف[1] A Text book of Zoology

ف[2] Reptiles and Amkhibians of the world

ف[3] A Text Book of Zoology

مگرمچھ کا شکار مگرمچھ کا شکار بعض مقامات پر بڑے دلچسپ طریقہ سے کیا جاتا ہے یہاں میں دو طریقوں کا ذکر کروں گا۔

بعض مقامات کے بھوئی اس کا شکار بڑے نرالے انداز سے کرتے ہیں۔ یعنی بکری کے بچے کی کھال لے کر اس کی کلی کا کچا چونا بھر دیتے ہیں اور اسی کو زندہ بچے کی طرح سی دیتے ہیں جس کنارے پر مگرمچھ آتے ہیں بکریوں کے منڈے کو ہنکا کر لے جاتے اور کنارے کے قریب اس چونے بھرے بچے کے پیر ریت میں گاڑ کر منڈے کو آگے بڑھا لیجاتے ہیں۔ مگرمچھ پانی کے اندر سے یہ تمام کارروائی دیکھتا رہتا ہے۔ جیسے ہی اکیلے اور بے یار و مددگار بکری کے بچے پر نظر پڑتی ہے تمام احتیاطی تدابیر کو بالائے طاق رکھ کر اس پر جھپٹ پڑتا ہے اور اس فتنہ پرور چھوٹی سی ہستی کو نگل جاتا ہے۔ اور جونہی یہ پانی کے اندر جاتا ہے چونا پھولنا اور اپنا کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کے بعد مگرمچھ کے پیٹ میں آگ لگ جاتی ہے اور وہ بیچارہ تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے اس کے بعد بھوئی اسے نکال لاتے ہیں۔

ان بھوئیوں کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے اگر کوئی چھوٹا مگرمچھ ان کو پکڑ لے تو وہ خود مگرمچھ کو کمر کے پاس سے پکڑ کر اوپر اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس غیر متوقع حرکت سے مگرمچھ اس قدر گھبرا جاتا ہے کہ چھوڑ کر فوراً بھاگ جاتا ہے۔

مسٹر فیرینگٹن ایونس Mr Farengton نے لکھا ہے کہ سندھ کے بھوئی مگرمچھ کو پکڑنے کے لیے بڑا دلچسپ طریقہ اپناتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ سات آٹھ بھوئی دو لانبے بمبو اور ایک مضبوط جال اپنے ساتھ رکھ کر پانی میں اتر جاتے ہیں اور سب سے پہلے یہ معلوم کرتے ہیں کہ مگرمچھ اس وقت کہاں ہوگا۔ (صبح کو عموماً مگرمچھ تہہ میں سو جاتے ہیں) یہ معلوم ہونے کے بعد بھوئی غوطہ مار کر مگرمچھ تک پہنچ کر اس کے دونوں جانب ایک ایک اتنا لانبا بمبو مٹی میں گاڑ دیتے ہیں کہ ان کا اوپری سرا پانی کے اوپر سے نظر آتا رہتا ہے۔ یہ دیکھتے ہی اور تین بھوئی تہہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ ان میں سے دو کے ہاتھ میں ایک رسی اور تیسرے کے ہاتھ میں ایک پتلی اور لانبی چھڑی ہوتی ہے۔ اس چھڑی سے مگرمچھ کے جسم کے نرم حصے کو گدگداتا ہے جس سے مگرمچھ کو گدگدیاں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ نیند کی حالت میں اپنے جسم کو حرکت دیتا ہے۔ رسی والے بھوئی اس موقع سے فائدہ اٹھا کر رسی کو مگرمچھ کے نیچے رکھ دیتے ہیں۔ رسی کی دوسری حرکت پر اس کے ہاتھوں اور پیروں میں

رسّی پھنسا کر گرہ دیدیتے ہیں۔ اسی کے ساتھ مگرمچھ پر جال ڈال دیتے ہیں۔ اس اثنا میں دوسرے دو کھیوئی بھی وہاں پہنچ جاتے ہیں اور تمام بھوئی مل کر رسی کھینچتے ہیں مگرمچھ اس آفتِ ناگہانی سے چھٹکارا پانے کے لیے جتنا ہاتھ پاؤں مارتا ہے اتنا ہی جال اس کے دانتوں اور پیروں میں پھنستا جاتا ہے۔ اسی دھینگا مشتی کے دوران یہ کھیوئی اسے کنارے پر لے آتے ہیں۔ اس کے بعد اس بیچارے کا جس بے دردی سے خاتمہ کیا جاتا ہے اس کا اظہار مشکل ہے[1]

مگرمچھ کتنے قدیم ہیں

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں مگرمچھ ماقبل تاریخ Prehistoric کے بعد کی پیداوار ہیں تو آپ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ مگرمچھ کی ایک قسم جسے سائنسدانوں نے PHYTOSAUR کا نام دیا ہے اور جو دریاؤں کے کناروں کی کیچڑ میں رہا کرتا تھا۔ ۲۰۰ ملین (ایک MILLION مساوی ہے دس لاکھ کے) سال پہلے تک موجود تھا۔ اس کی تھوتھنی انتہائی آگے کو نکلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے یہ مچھلیوں کا بڑی آسانی سے شکار کیا کرتا تھا۔ اسے مگرمچھ وغیرہ کا جد اعلیٰ کہنا زیادہ مناسب ہے[2]

مگرمچھوں کی حقیقت

نہ صرف ہندوستان بلکہ سارے جہاں میں مگرمچھوں کی روز افزوں کمی نے عالمی سطح پر اس کی نسل کے تحفظ کی مہم شروع کرنے پر ماہرینِ حیوانات کو مجبور کر دیا۔ چنانچہ چند سال قبل اس تحریک نے جنم لیا تھا کیونکہ پورے کرۂ ارض پر ایک سو مگرمچھ باقی رہ گئے تھے۔ جب یہ مہم شروع ہوئی تو ہمارے ملک نے بھی آگے بڑھ کر اس مہم کا خیر مقدم کیا۔ چنانچہ حکومت ہند نے مگرمچھوں کی افزائش کے دو فارم اتر پردیش اور اڑیسہ میں قائم کیے۔ لکھنؤ سے 16 کلومیٹر دور کرکیل نام کے موضع میں گھڑیالوں کا سب سے بڑا فارم کھولا گیا۔ یہاں ایک بڑے تالاب کے کنارے نرم دھوپ میں انڈے سینے Hatch کے لیے رکھے جاتے ہیں۔ اس فارم کے نگراں کار اعلیٰ مسٹر دھوجی ٹوٹی باسو" کا کہنا ہے کہ تیز رفتار ندیوں میں

---

[1] شکاری اور شکار

[2] (Life's) THE REPTILES p.28

مگرمچھوں کے بچوں کا زیادہ عرصہ تک محفوظ رہنا مشکل ہوتا ہے اور بڑے آبی جانور انھیں ایک ہفتہ کی عمر تک پہنچنے سے قبل لقمہ بنا دیتے ہیں۔ مگرمچھ بحری توازن کی برقراری کے ذمہ دار ہیں وہ ان بڑی مچھلیوں کو لقمہ بناتے ہیں جو چھوٹی مچھلیوں کو جینے نہیں دیتیں۔ اس لیے آبی زندگی میں ان کی اہمیت مسلمہ ہے۔

کرکیل مگرمچھ فارم سے نکلے ہوئے مگرمچھ چمبل اور گھاگرا میں چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ یہاں کافی تعداد میں مگرمچھ پیدا کئے جاتے ہیں۔ یو۔ پی کا دوسرا مگرمچھ فارم کڑی نیا گھاٹ پر شروع کیا گیا تھا۔ یہ لکھنؤ سے 240 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ ان فارموں میں اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ جو بھی مگرمچھ پیدا ہوں وہ مضبوط اور قوی الجثہ ہوں۔ تاکہ ان سے زیادہ مقدار میں گوشت اور پوست حاصل کیا جا سکے۔ کیونکہ ہندوستان سے باہر گوشت اور پوست دونوں کی مانگ ہے۔ وہاں یہ گوشت بہت پسند کیا جاتا ہے۔

ہمارے حیدر آباد کے زولوجیکل پارک میں بھی مصنوعی طریقے پر مگرمچھ کے انڈوں سے بچے نکالے جا رہے ہیں۔ لیکن وسیع پیمانے پر نہیں۔

اب مگرمچھ کی قسموں کے متعلق بھی سنتے چلیے۔

مگرمچھ کی قسمیں

مگرمچھ CROCODILE :- یہ عام طور پر گرم خطوں میں پائے جاتے ہیں۔ یورپ کے سوا تمام براعظموں میں ان کا وجود ہے۔ منہ گھڑیال کی طرح زیادہ لمبا نہیں ہوتا لیکن الیگیٹر سے زیادہ لمبا ہوتا ہے۔ جب جبڑا بند رہتا ہے تو چار دانت (نچلے جبڑے کا) باہر نکلے رہتے ہیں۔ اس کے برعکس الیگیٹر میں ہوتا ہے۔

مگرمچھ جنوبی ایشیا، افریقہ، آسٹریلیا، وسطی امریکہ اور ہندوستان میں بکثرت پائے جاتے تھے لیکن انحطاط کے باوجود ان ملکوں میں ان کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مگرمچھ عموماً دریاؤں اور جھیلوں کے پانی میں دس سے تیرہ میٹر لانبی سرنگ بناتے ہیں اس سرنگ کے منہ کو وہ باب الداخلہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور دوسرے حصے کو Incubation مشین کے طور پر۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں ان کے جسم بہت زیادہ لمبوترے یعنی 4 تا 6 میٹر ہوتے ہیں اور سخت چمڑے کے زرہ بکتر سے ڈھکے رہتے ہیں۔ ان کے جسم کا اوپری حصہ گہرا بھورا Darkolive Brown ہوتا ہے جس پر سیاہ دھبے ہوتے ہیں۔ سر بڑا، جبڑے لانبے، قوی

اور بہت زیادہ کھردرے ہوتے ہیں۔ دانت مخروطی۔ اس کا جسم سر، دھڑ اور دم میں بٹا ہوتا ہے
اس کے دانت غیر ہموار اور اس ترتیب سے ہوتے ہیں 14تا15 / 16تا19
اگلے اور پچھلے بازو چھوٹے اور ان کے اختتام پر نیچے کی انگلیاں ایک دوسرے سے ایک جھلی کے ذریعہ ملی ہوئی ہوتی ہیں۔ دم، لانبی، وزنی، بھنچی ہوئی اور طاقت ور ترین ہوتی ہے۔ کان کا سوراخ چھوٹا۔ جلد کا ٹکڑا اسے پانی وغیرہ کے اندر جانے سے بچاتا ہے۔ مگرمچھ کے تعلق سے بعض کا خیال یہ ہے کہ یہ آدمی کے لیے خطرناک ثابت ہوتا ہے یعنی اُسے آدم خور قرار دیتے ہیں۔

گھڑیال GHARIAL

اس میں ایک ہی قسم ہوتی ہے۔ ان کی امتیازی خصوصیت ان کی انتہائی آگے کو نکلی ہوئی تنگ تھوتھنی ہوتی ہے جس کے

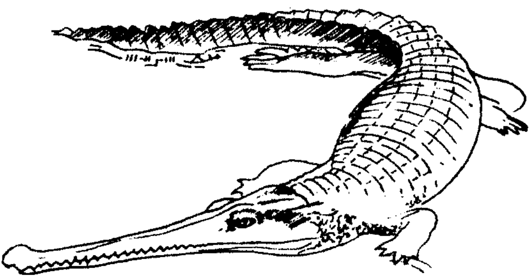

سرے پر چھوٹا سا لوٹا نما ابھار ہوتا ہے۔ نر کے جبڑے کے سامنے کا حصہ زیادہ لانبا ہوتا ہے اور ہر جبڑے میں 25 سے 29 تک دانت ہوتے ہیں۔ یہ برما ملیشیا کے علاوہ ہندوستان میں دریائے گنگا میں ملتے ہیں۔ ان کی غذا مچھلیاں ہیں۔ گھڑیال کو انگلش میں GAVIALIS اور اردو میں ناکہ بھی کہتے ہیں۔ اس کے جسم کا اوپری حصہ گہرا ہرا اور گہرے نشانات سے مزین ہوتا ہے۔ یہ مردار اور پرخور ہونے کی وجہ سے انسان کے لیے خطرناک ثابت نہیں ہوتے۔ ان کا سر بڑھ کر انتہائی لانبی تھوتھنی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جبڑے انتہائی طاقت ور اور دانت بڑے ہی تیز اور نوکیلے اور تقریباً ہموار ہوتے ہیں۔ اوپری جبڑے میں دانتوں کی تعداد 29 اور نچلے جبڑے میں 25 ہوتی ہے اور پیر بالکل مگرمچھ کے پیروں جیسے۔ یہ 13 سے 15 فٹ تک لانبے ہوتے ہیں اور بعض 21 فٹ بھی دیکھے گئے ہیں۔ ہمارے ملک

کی ان ندیوں گنگا، سندھ، برہم پترا اور اراوڈی Irrawaddi میں پائے جاتے ہیں Reptiles and Amphibians of the world کے مصنف کا کہنا ہے کہ "ہندو اسے متبرک مانتے ہیں اور یہ انسانوں پر حملہ آور نہیں ہوتے۔" ان کی غذا صرف مچھلی ہے۔ یہ دوسری قسموں کی بہ نسبت پانی میں زیادہ رہنا پسند کرتے ہیں۔ صرف افزائش نسل کے موسم میں باہر آتے ہیں۔ مادہ عام طور پر 40 انڈے دیتی ہے۔ اور انڈوں سے نکلے ہوئے بچے صرف 15 انچ لمبے ہوتے ہیں۔

افریقہ کا لانبی ناک والا مگرمچھ : افریقہ کی مغربی دریاؤں اور ٹانگانیکا میں یہ چھ سے سات فٹ تک لمبے پائے جاتے ہیں۔ دوسرے مگرمچھوں کی طرح اس کے جسم پر بھی چھلکے وغیرہ ہوتے ہیں۔ تھوتھنی لانبی اور نسبتاً پتلی ہوتی ہے۔ ان کی گزر بسر صرف مچھلی، مینڈک اور Crus-taceans پر ہے۔ اس کی مادہ ایک سوراخ میں انڈے دیتی ہے اور اس کا منہ سڑی گلی جھاڑی سے ڈھانک دیتی ہے تاکہ انڈوں کو 'سینے' کے لیے مناسب گرمی مل سکے۔ افریقی لوگ اپنے حساب رکھتے ہیں اور جب ان انڈوں میں عمدہ گوشت بن جاتا ہے تو چٹ کر جاتے ہیں۔

دریائے نیل کا مگرمچھ : عموماً بارہ فٹ اور گاہے گاہے سولہ فٹ کے بھی ہوتے ہیں یہ دریائے نیل میں زیادہ اور افریقہ کی دوسری ندیوں میں نسبتاً کم ملتے ہیں[1]۔ مصر، ان مگرمچھوں کا ایک زمانے میں گڑھ تھا لیکن اب خانہ بدوشوں کی طرح جنوب سے

---

[1] میگزین "نالج" Knowledge نے اپنے ایک شمارے میں افریقی نیل مگرمچھ کی دو تصاویر دیں اور ان کے نیچے لکھا ہے کہ

(پہلی تصویر) مگرمچھ کی قسموں میں انتہائی خطرناک قسم افریقی نیل مگرمچھ کی ہوتی ہے اس giant قسم کے مگرمچھ کا فوٹو نیل کے کنارے یوگانڈا Uganda میں لیا گیا ہے۔

یہ مگرمچھ پر شکم ہو جانے کے بعد چند گھنٹوں کے لیے اپنا پھاڑ جیسا دہانہ کھول کر پڑا رہتا ہے تاکہ ایک خاص قسم کے پرندے اس کے دانتوں میں پھنسے ہوئے گوشت کے ننھے ننھے ٹکڑوں کو نکال کر اس کا منہ صاف کر سکیں۔

مصریوں کا خیال تھا کہ مگرمچھ دریائے نیل کے کیچڑ سے پیدا ہوتے ہیں اور بھوگائے کے گوبر سے عالم وجود میں آتے ہیں۔

آجاتے ہیں۔ مشرقی و مغربی افریقہ اور مصر میں لوگ اسے مقدس مانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مصر میں ان کی سینکڑوں ممیاں MUMMIES پائی گئیں۔ اس کی لانبی تھوتھنی میں عمر کے ساتھ اس کی وضع میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ سرد موسم میں مگرمچھ دھوپ کھانے کی غرض سے دریا کے کنارے کی ریت پر پڑے رہتے ہیں۔ اور شام ہوتے ہی شکار کی غرض سے پانی میں اتر پڑتے ہیں اور صبح تک پانی ہی میں رہتے ہیں۔

یہ مگرمچھ مچھلیوں کے علاوہ بڑے چھوٹے پرندے اور جانور بھی کھا جاتے ہیں۔ یادداشتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بندر، گھوڑے، گائیں اور اونٹ کو ڈھکیل کر ڈبا دیتے ہیں۔ اور اس کے بعد .... یہ انسانوں کے لیے بھی خطرناک ثابت ہوتے ہیں لیکن پانی کے اندر۔ خشکی پر کبھی جھگڑے کی ابتدا اس کی طرف سے نہیں ہوتی اور جب کبھی حیران و پریشان ہوتا ہے سیدھا پانی میں اتر جاتا ہے۔

افزائش نسل کے زمانے میں نر ایک دوسرے پر بڑی آواز کے ساتھ حملہ کرتے ہیں۔ مادہ ریت میں گڑھا کھود کر تیس سے سو تک انڈے دیتی ہے اور ان پر گرم ریت اپنی دم سے ڈال دیتی ہے۔ اور دن میں ان انڈوں پر خود سوتی ہے جن سے ڈیڑھ سے تین ماہ میں بچے نکل آتے ہیں۔ یہ نوزائیدہ بچے چھ سے 8 انچ تک لانبے ہوتے ہیں۔

امریکی مگرمچھ : یہ عموماً بارہ فٹ اور کبھی کبھی تیئس فٹ بھی پائے گئے ہیں۔ یہ جنوبی فلوریڈا سے آ کر سارے جنوبی میکسیکو، کولمبا اور ایکواڈور ECUADOR کے کھارے پانی میں رہ پڑتے ہیں۔ چھوٹے بچے صرف مچھلیوں پر اور بڑے مگرمچھ پستانیہ جانوروں پر گزر کرتے ہیں۔ بعض مقامات کے مگرمچھ انسانوں کے لیے بھی خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔

چوڑی پیشانی والے مگرمچھ BROAD-FRONTED CROCODILE اسے دیکھنے کے لیے آپ کو جنوبی افریقہ کی سیاحت کرنی ہوگی۔ اس کی تھوتھنی کے آخر میں ہلکا سا ابھار ہوتا ہے۔ دوسرے مگرمچھوں کے برخلاف اس کی آنکھیں بھوری ہوتی ہیں۔ سائز میں یہ دوسرے مگرمچھوں سے نسبتاً چھوٹا ہوتا ہے۔

مسی سپی الیگیٹر

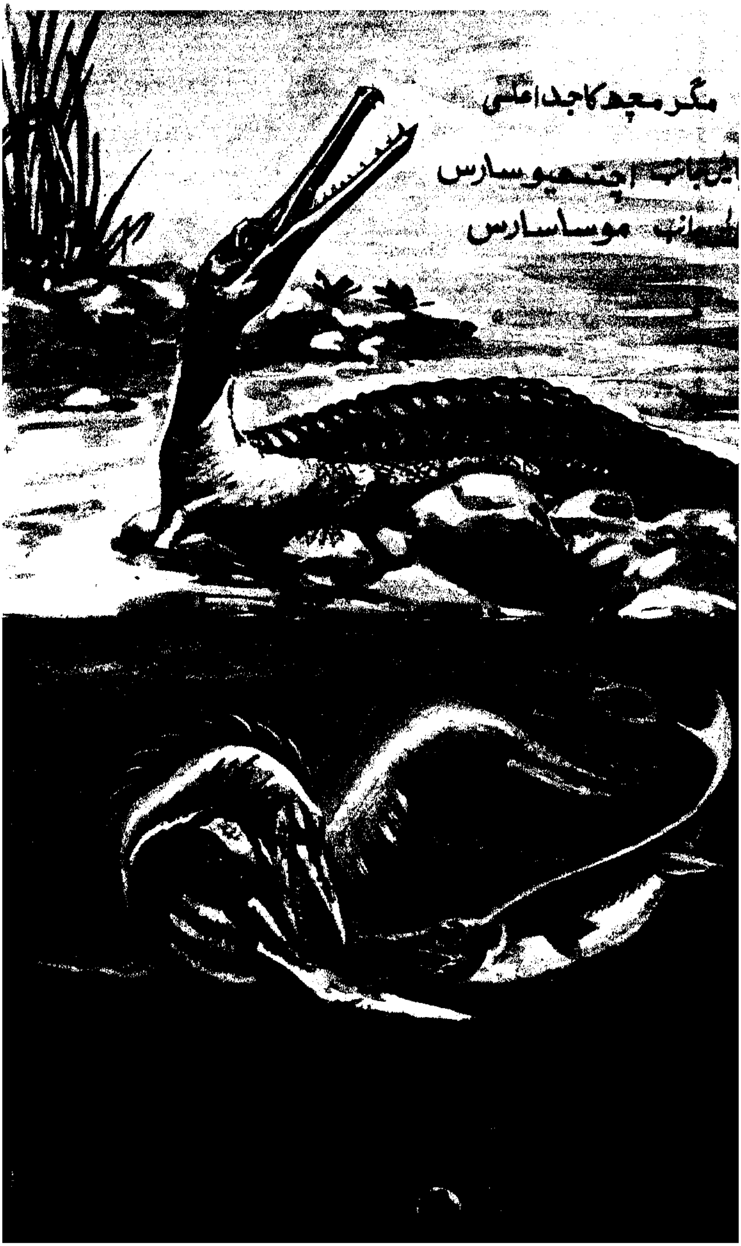
مگرمچھ کا جد اعلیٰ
اچتھیوسارس
موساسارس

الیگیٹر اور کیمین

Alligators and Caymans

مگرمچھ کے خاندان کا یہ جانور اس کا قریبی رشتہ دار ہے۔ اس کی سات قسمیں پائی جاتی ہیں جن میں سے چھ قسموں پر امریکہ قابض ہے۔ اس کی تھوتھنی چوڑی اور گولائی لیے ہوئے ہوتی ہے۔ یہ چین کی مشہور دریا "یانگ ٹسی کیانگ" میں بھی ملتے ہیں۔ اسے اتھلے پانی میں رہنا پسند ہے۔ ذرا سی گڑبڑ ہو تو ریت میں گھس کر چھپ جاتا ہے۔ اس کا اوپری حصہ سیاہی مائل سفید اور بازوؤں کی جلد زیتونی ہری ہوتی ہے۔ اس کے نیچے لانبے، طاقتور اور کھپریلوں سے ڈھکے رہتے ہیں۔ دانت ناہموار اور مخروطی جن کی تعداد دونوں جانب 17، 20/17، 22/17 ہوتی ہے۔ اس کی دم بھی بعینہٖ مگرمچھ کی دم جیسی ہوتی ہے اور کان، زبان اور دل بھی مگرمچھ کے ان اعضاء جیسے ہوتے ہیں۔ مادہ انڈے گھونسلے میں دیتی ہے۔

کانگو میں بونے مگرمچھ پائے جاتے ہیں جنھیں Caymans کہا جاتا ہے۔ پوری لمبائی تین چار فٹ سے زیادہ نہیں ہوتی۔

چینی الیگیٹر یہ پانچ فٹ لمبا ہوتا ہے۔ اور یانگ ٹسی کیانگ کا باسی ہے۔ انھیں سرما خوابی HIBERNATION گزارنے کی عادت ہوتی ہے سامنے کے پیروں کی انگلیوں کے درمیان جھلی نہیں ہوتی۔ ان کی عادات کا ابھی تفصیلی مطالعہ نہیں کیا جاسکا۔

مسی سپی الیگیٹر 8 سے 9 فٹ تک لمبائی۔ بعض اوقات 19 فٹ لانبے بھی ملتے ہیں۔ ان کی بود و باش ریاستہائے متحدہ امریکہ کے جنوب مشرقی

حصوں میں ہوتی ہے۔ اب یہ بہت کم رہ گئے ہیں کیونکہ وہاں بھی ان کا اندھا دھند شکار کیا گیا تھا۔

دوسرے مگرمچھوں کے خلاف خشکی پر ان کی رفتار بہت ہی سست ہوتی ہے اور جب یہ پریشان ہوتے ہیں زمین سے چمٹ کر رہ جاتے ہیں اور اگر قریب جائیں تو پھنکارتے ہیں پانی میں بھی انسانوں پر بہت کم حملہ آور ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف کتوں، بھیڑ اور بکریوں کو پانی میں ڈھکیل کر لقمہ بناتے ہیں۔ لیکن ان کی اہم غذا مچھلیاں ہیں۔ ان کے ملاپ کا زمانہ مئی کے اواخر سے اوائل جولائی رہتا ہے۔ نر، مادہ کی تلاش میں دریا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیوانہ وار گشت لگاتے رہتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ راتوں میں ان کا اونچی آواز میں پکارنا بہت عجیب معلوم ہوتا ہے۔ مادہ خشکی پر کوئی محفوظ جگہ تلاش کرکے اس پر گھاس پات کا ڈھیر لگا دیتی ہے اس حد تک اس ڈھیر کو دباتی ہے کہ اس ڈھیر میں اس کی مرضی کے موافق رطوبت رہ جائے۔ اس کے فوری بعد اس میں خمیر لے آتی ہے۔ اس کے بعد اس ڈھیر کے اوپری حصہ میں سوراخ کرکے اس میں بیس سے ستر تک انڈے دیتی ہے اور انھیں ڈھانک دیتی ہے۔ یہ انڈے اس حالت میں ۹ سے ۱۰ ہفتے تک پڑے رہتے ہیں۔ اس کے بعد ان میں سے بچے نکل آتے ہیں اور ہچکی جیسی آواز لگاتے ہیں۔ یہ ماں کے لیے اشارہ ہوتا ہے کہ اس سوراخ کا منہ اب کھول دیا جائے۔ چنانچہ ماں ایسا ہی کرتی ہے اور بچوں کو باہر نکال لاتی ہے۔ یہ بچے اس وقت صرف سات انچ لمبے ہوتے ہیں۔ پیدائش کے بعد ہی ان کی لمبائی میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔ چنانچہ پہلے سال (18) انچ۔ دوسرے سال (26) انچ تیسرے سال (36) انچ، چوتھے سال (47) انچ، آٹھویں سال (82) انچ، بارہویں سال (135) پندرھویں سال (140) انچ یعنی گیارہ فٹ آٹھ انچ۔ ایلیگیٹر کی طبعی عمر (56) سال بتائی جاتی ہے۔

سیاہ کیمین Black Cayman عام طور پر اس کی لمبائی دس سے بارہ فٹ تک اور کبھی پندرہ فٹ کے بھی دیکھے گئے ہیں۔ ایمزان کے تمام حدود میں پایا جاتا ہے۔ ایک زمانہ میں ان حدود میں ان کے گروہ نظر آتے تھے۔ اس میں بھی وہی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو عام مگرمچھوں میں ہوتی ہیں۔ موسم برسات میں یہ دریا میں جولانی دکھاتے پھرتے ہیں اور موسم گرما میں کیچڑ میں گڑھا کھود کر اس میں پڑے رہتے ہیں۔ اس کی غذا مچھلیاں ہیں لیکن کوئی دودھ پلانے والا جانور نظر آجائے تو حملہ کر دیتے ہیں نسل کشی کے زمانے میں یہ شیروں کی طرح انسانوں وغیرہ کے لیے انتہائی خطرناک ہو جاتے ہیں۔ راتوں میں یہ خشکی پر آکر کتے بھیڑ وغیرہ کا بھی شکار کر لیتے ہیں۔

مہاندی میں مگرمچھ کی موجودگی

بھونیشور (۹ جون. پی. ٹی. آئی.)

مگرمچھ جن کی نسل چند سال پہلے ختم ہونے کے قریب تھی ان کی تعداد میں اب اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ گذشتہ ہفتہ اڑیسہ کے ضلع دھینکال میں ٹیکرپارہ کے قریب مہاندی میں مگرمچھ کے رہنے کی جگہ کا پتہ چلا ہے۔ جس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے مگرمچھ کے بارے میں تحقیق اور ان کے تحفظ کے لیے اقدامات کرنے کا ٹیکرپارہ میں ایک یونٹ قائم ہے۔ اس یونٹ کے ذرائع نے بتایا کہ 1971ء میں صرف پندرہ مگرمچھ تھے۔ 1979ء میں مہاندی کے مگرمچھوں کی تعداد کا سروے کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ مہاندی میں پانچ مگرمچھ ہیں۔ [لہ]

مگرمچھ کے بچوں کی پیدائش مانسون کی آمد کی پہلی علامت

26 مئی 84ء (پی. ٹی. آئی.)

نہرو زولوجیکل پارک حیدرآباد میں مگرمچھ کے تحفظ سے متعلق پروجیکٹ کے صدر مسٹر بی. سی. چودھری کے مطابق مگرمچھ کے بچوں کی پیدائش مانسون کی آمد کی پہلی علامت ہوتی ہے۔ انھوں نے پریس ٹرسٹ آف انڈیا (P T I) کو بتایا کہ مگرمچھ کے انڈوں سے بچے نکلنے کے عمل کا تعلق عموماً اندرون "دس یوم" مانسون کی آمد سے بچے نکل آتے ہیں۔

مسٹر چودھری اور زد میں تعینات ان کی ٹیم نے آج منفرد نوعیت کی کامیابی حاصل کی جب کہ انھوں نے مگرمچھ کے انڈوں سے بچوں کے نکلنے کے لیے معنوعی ماحول پیدا کر دیا مگرمچھ کے بچے 22 انڈوں کے خول کو توڑ کر صحیح سلامت باہر نکل آئے۔ ایک بچہ مر گیا جب کہ دو انڈے گندے ہو گئے۔ مسٹر چودھری نے بتایا کہ مادہ مگرمچھ عموماً موسم گرما کے آغاز سے قبل ماہِ فروری میں انڈے دیتی ہے اور تمام موسم گرما یہ انڈے ریت میں دبے رہتے ہیں۔

لہ لیکن ان ذرائع نے یہ نہیں بتایا کہ اس وقت مہاندی میں مگرمچھوں کی تعداد کتنی ہے اور ہر سال ان کی تعداد میں کتنا اضافہ ہو رہا ہے۔

کچھوے

اس دنیا میں کم و بیش کچھوؤں کی دو سو قسمیں پائی جاتی ہیں۔ اور ان میں چند چھٹانک سے لے کر آدھے ٹن سے زیادہ وزنی بھی پائے جاتے ہیں۔ سب سے بڑا بحری کچھوا ہوتا ہے لیکن ان سے بھی بڑے بحرۂ ہند کے گلاپگوس GALAPAGOS جزیرہ میں پائے جاتے ہیں جن کا وزن چار سو پونڈ سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ یوں تو کچھوؤں سے سب ہی واقف ہوتے ہیں لیکن ان کے بارے میں جانتے بہت کم ہیں ان کی زیادہ سے زیادہ عمر سو سال ہوتی ہے۔

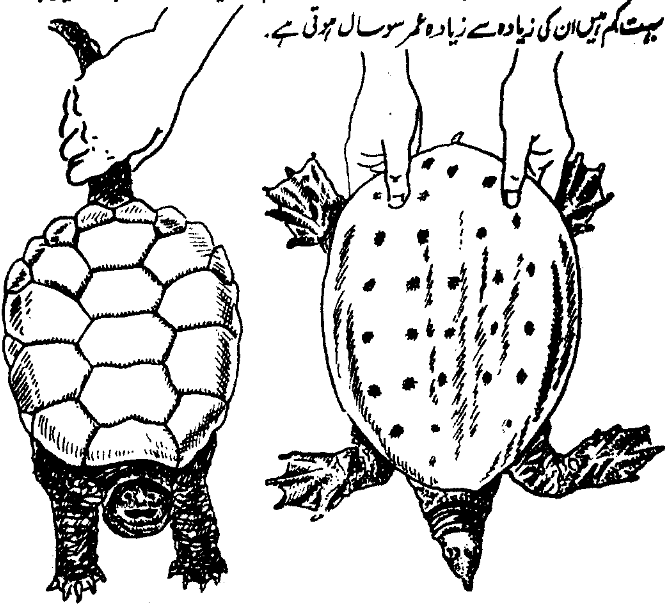

مختلف کچھوؤں کو پکڑنے کا طریقہ

جہاں کہیں دریا، تالاب وغیرہ خشک ہو جاتے ہیں یہ اپنی مثال اور مشہور زمانہ سست رفتاری

سے دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور اور غیر معمولی کچھوا MATAMATA گزرا ہے جو بڑی ہی مضحکہ خیز مخلوق معلوم ہوتی ہیں۔ یہ کسی بھی زاویئے سے کچھوا نظر نہیں آتا تھا کیونکہ اسے دیکھتے ہی ذہن پتوں وغیرہ کے ڈھیر کی طرف منتقل ہوتا تھا۔ یہ کولمبیا کے نالوں اور دریاؤں میں نظر آتا تھا۔ کچھوؤں اور دوسرے رینگنے والے جانوروں کی غذائی عادات میں ڈرامائی یکسانیت پائی جاتی ہے۔

یہ ناپسندیدہ مخلوق نالوں کی تہہ یا دلدل میں شکار کی گھات میں بیٹھی رہتی ہے اور شکار قریب آتے ہی جھپٹ پڑتی ہے۔

تمام اقسام کے کچھوے گدلے پانی میں کیچڑ کے ڈھیر کی طرح نظر آتے ہیں یا پھر تہہ کا ایک حصہ نظر آتے ہیں۔ اپنی اس مشابہت عامہ بطشی سے فائدہ اٹھا کر شکار پر کرارا زخم لگاتے ہیں۔ یہ زیادہ وقت ملگجے پانی میں جبڑے کھلے رکھے پڑے رہتے ہیں اور مچھلیوں کو لالچ دینے کے لیے اپنے منہ میں کیچوا Earth worm پھنسا رکھتے ہیں۔

اس کی زبان میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ اس کے جسم کی کل لمبائی کے برابر یا نصف ہوتی ہے اور اس کی زبان کے سرے پر گومڑ سا ہوتا ہے اور اس پر سریش Glue جیسا مادہ پایا جاتا ہے تاکہ شکار کو اچھی طرح گرفت میں رکھ سکے۔ کچھوؤں کے کچھ اقسام کے متعلق آپ سننا پسند کریں گے؟ تو سنیئے:۔

زمینی کچھوے اور ٹراپین Land Torloises & Lerrapins

کچھوؤں میں یہ سب سے زیادہ وسیع گروہ ہے۔ اس کی ایک سو چالیس قسمیں منطقہ حارہ اور تمام معتدل علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔ سوائے آسٹریلیا کے۔ اس کے پاؤں مضبوط، استوانہ اور سطون جیسے ہوتے ہیں۔ انگلیاں اور انگوٹھا ٹھنٹھ جیسے اور پنجے چھوٹے ہوتے ہیں۔ تمام قسم کے زمینی کچھوؤں میں سے آدھے تو صرف افریقہ میں اور اس کے پڑوسی جزیروں میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف ٹراپین کی اکثریت شمالی امریکہ میں پائی جاتی ہے۔

یونانی کچھوا Greek Tartoise یہ ساٹ انچ لمبا کچھوا بلقان میں عام طور پر اور دوسرے خشک اور گھنے شہروں کے علاوہ میڈیٹیرین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پائے جاتے ہیں۔ جنوبی فرانس۔ اٹلی۔ ایشیا، ولیس، سائریا اور شمال مغربی

افریقہ بھی ان سے خالی نہیں۔ اس کی محرابی ڈھال پر نکیلے پلیٹ ہوتے ہیں اس سیاہ ڈھال کے کنارے زرد اور سیاہ ہوتے ہیں۔ مادہ کی دم بہ نسبت نر کی دم کے زیادہ موٹی اور چھوٹی ہوتی ہے اور اس کے آخر میں نکیلے ہمیز لگے ہوتے ہیں۔ ان کی اصلی غذا سبزی اور میوے ہیں لیکن مل جائے تو لاروا LARVA اور گھونگے بھی کھا جاتا ہے۔ موسم گرما میں نر/مادہ دونوں مل کر رات سے دن نکلنے تک زمین میں گڑھا کھود کر اس میں چھپے رہتے ہیں۔ اور موسم سرما میں نومبر سے فروری تک صرف "سرما خوابی" گزارتے ہیں۔ اور شمالی حصہ میں ان کی سرما خوابی اپریل تک پہنچ جاتی ہے۔ موسم سرما میں ابتدا ہی میں ان کا ملاپ ہوتا ہے اور مئی/جون میں مادہ ایک گڑھا کھود کر ۵ سے پندرہ تک کروی شکل کے انڈے دیتی ہے۔ چند ہفتوں کا وقفہ دے کر پھر انڈے دیتی ہے۔ قدرتی طور پر سورج کی گرمی سے یہ انڈے سینے لگتے ہیں اور ستمبر میں بچے نکل آتے ہیں۔

ستار ریڈ کچھوا Starred Tartorse

یہ ساڑھے نو تا ساڑھے گیارہ انچ ہوتے ہیں۔ ہندوستان اور سری لنکا میں عام طور پر پائے جاتے ہیں۔ ان کی ڈھال سیاہ اور درمیان میں زرد رنگ کی دھاریاں چمکتی رہتی ہیں جیسے جیسے اس کی عمر بڑھتی ہے اس کی ڈھال پر بنے پلیٹوں کا ابھار بڑھتا جاتا ہے۔ یہ عموماً خشک جھاڑی یا گھاس کے علاقوں میں ملتا ہے۔ جہاں یہ اپنے آپ کو دسمبر سے موسم بارش تک دبائے رکھتا ہے۔

جب نروں کے درمیان مادہ کے لیے جنگ چھڑ جاتی ہے تو یہ اپنا سر اور ٹانگیں اندر کھینچ لیتے ہیں۔ اس کے بعد اپنے ڈھال کے سامنے کے حصے سے ایک دوسرے کو ضرب لگاتے ہیں یا گرانے کی کوشش کراتے ہیں۔ کبھی کبھی اس لڑائی میں یہ آزاد مادہ بھی حصہ لیتی ہے۔ ماہ نومبر میں مادہ ایک چھ انچ گہرا گڑھا کھود کر اس میں چار انڈے دیتی ہے اور اسے مٹی سے ڈھانک دیتی ہے۔

گوفر کچھوا Gopher Tortoise

یہ نو تا ساڑھے گیارہ انچ لمبا کچھوا جنوب مشرقی اور شمالی امریکہ کے جنگل والے خطہ میں ملتا ہے۔ یہ اپنی ڈھال کو اور اس پر بنے پلاسٹر کو لمبا کر سکتا ہے۔ یہ ایک لمبی سرنگ زمین کے اندر کھود دیتا ہے اس سرنگ کی گہرائی کا انحصار زمین میں پائی جانے والی رطوبت پر ہوتا ہے۔ عام طور پر اوسطاً

بارہ سے اٹھارہ فٹ ہوتی ہے۔

مادہ انڈے دے کر انہیں $3\frac{1}{2}$ انچ گہرے گڑھے میں دبا دیتی ہے۔ یہ اسی جگہ ہوتا ہے جہاں سورج کی روشنی پڑتی رہتی ہے۔

بوزنچہ کچھوا Leopard Tortoise منطقہ حارہ اور جنوبی افریقہ میں پائے جانے والے اس کچھوے کی ڈھال کی لمبائی چوڑائی $7\frac{3}{4}$ انچ ہوتی ہے۔ اسے آپ سوڈان، ابی سینا ABYSSINIA سے کیپ ٹاؤن CAPE-PROVINCE میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اس کی ڈھال مضبوط اور زرد رنگ کی ہوتی ہے جس پر سیاہ دھبے ہوتے ہیں۔

کھُل کا کچھوا Kuhls Tortoise جنوبی افریقہ کے ریتیلے علاقوں کا یہ باسی پونے پانچ انچ ہوتا ہے۔ وہاں کے مقامی باشندے اس بیچارے کی ڈھال سے بڑا عجیب و غریب کام لیتے ہیں یعنی اسے تمباکو رکھنے کے ڈبے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اس کی ڈھال کے کنارے بیحد دندانے دار ہوتے ہیں۔

گلاپگوس کا دیو کچھوا Galapagos Giant Tortoise گلاپگوس جزیرہ پر 14 قسم کے کچھوے پائے جاتے تھے۔ 1835ء میں چارلس ڈارون نے ان کچھوؤں کو سارے جزیرے میں دیکھا تھا لیکن اب وہاں خطرناک حد تک ان کی نسل میں کمی آگئی ہے۔ اس 58 انچ کے دیو کچھوے کی جزیرے پر بہتات تھی جن کی گزر اوقات کیکٹس (پودے) پر تھی۔ مادہ پہلی کیپ میں دس سے بیس تک انڈے گڑھے میں دے کر اسے مٹی سے بند کر کے خوب دباتی ہے اور مٹی کا لیپ بھی کر دیتی ہے۔ دو ہفتے بعد اسی جگہ مزید انڈے دیتی ہے۔

1928ء میں نیویارک ٹائمز زولوجیکل سوسائٹی نے ایک مستعد قسم کے آدمی کو اس غرض سے گلاپگوس جزیرے بھیجا کہ وہاں سے اس دیو کچھوؤں کو لاکر ان کی نسل کو دوسرے مقامات پر پھیلائے چنانچہ یہ تجربہ بیحد کامیاب ہونے لگا اور ان کی نسل دوسرے مقامات جیسے "فلوریڈا" "برموڈا" اور "ہوائی" میں بہت پھلی پھولی۔

یورپی جوہڑ کا کچھوا EUROPEAPOND TORTOISE اسے دیکھنے کے لیے آپ کو جنوب وسطی یورپ، شمال مغربی افریقہ اور جنوبی ایشیا

کا دورہ کرنا ہوگا۔ خیر آپ کیوں زحمت سفر گوارہ کرتے ہیں۔ میں اس کا فوٹو دے دیتا ہوں۔ اس کی ڈھال درمیان سے عرض میں جڑی رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ آگے سے پیچھے سے علیحدہ علیحدہ حرکت کر سکتی ہے۔ اس کی مکمل سیاہ ڈھال پر پیلے دھبے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔

ان کی گزر بسر جھینگوں، کیچوؤں، مچھلیوں اور مینڈکوں پر ہے جن کا شکار وہ رات میں کرتے ہیں موسم گرما میں یہ پانی کے قریب یا کیچڑ میں گڑھا کھود کر گرمائی نیند گزارتے ہیں اور اپریل کے وسط میں سوراخ سے باہر نکلتے ہیں۔ انڈے دینے سے قبل گڑھا بنانے کے لیے مادہ اپنی دُم استعمال کرتی ہے۔ اس کے بعد اس سوراخ کو وسیع کرنے کے لیے اپنے پچھلے پیر استعمال کرتی ہے۔ یہ 9 سے 15 تک سفید انڈے دیتی ہے۔ یہ انڈے بڑی احتیاط سے پچھلے پیر سے سوراخ کے اندر اتار دیتی ہے۔ اس کے بعد اس سوراخ کا منہ بند کر دیتی ہے۔ تین ماہ بعد انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔ حجری عہد میں اس نوع کے کچھوے شمالی یورپ میں رہا کرتے تھے لیکن وہاں کا یخ بستہ موسم ان کے لیے اور ان کی نسل کشی کے لیے ناسازگار ثابت ہوا۔ مجبوراً انھیں نقل مقام کر کے وسطی یورپ آنا پڑا۔

اسپائن کا ٹراپن — SPANISH TERRAPIN

½7 انچ۔ پرتگال، جنوبی اسپائن اور شمال مغربی افریقہ میں پائے جاتے ہیں۔ اسے "لے پروسا" (لیپرس LEPROUS جذامی سے لیا گیا ہے) بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کی ڈھال پر کیپونڈ آ گئی ہے جو استخوانی پلیٹ تک سرایت کر جاتی ہے اور ان میں دراڑ پیدا کر دیتی ہے جس کی وجہ سے یہ نکیلے پلیٹ بعض اوقات گر جاتے ہیں۔ کم عمری میں ان کی ڈھال کا رنگ سُرخی مائل مٹیالا ہوتا ہے۔

کارولینا بکس کچھوا — CAROLINA BOX TORTOISE

½6 انچ مشرقی امریکہ کے بیشتر حصوں میں پایا جاتا ہے۔ ان کی ڈھال سخت بہت زیادہ محرابی اور عرض میں جوڑ درمیان میں رکھتی ہے جس کی وجہ سے یہ اپنی ڈھال کو دبا اور اٹھا سکتے ہیں۔ جب انھیں سر اور پاؤں اندر داخل کرنا ہوتے ہیں۔ یہ کوئی مکمل طور پر آبی جانور نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جنگلات میں بھی مل جاتا ہے۔ یہ چھوٹے موٹے جانور اور سبزی دونوں پر گزارہ کر لیتا ہے۔ یہ سرما اور گرما خوابی گزارنے کی خاطر (اکتوبر سے اپریل تک) گہرے گڑھے میں چلا جاتا ہے۔ مادہ رات کے وقت 5 سے 7 انڈے دیتی ہے جن سے

کے بچوں کا دنیا میں

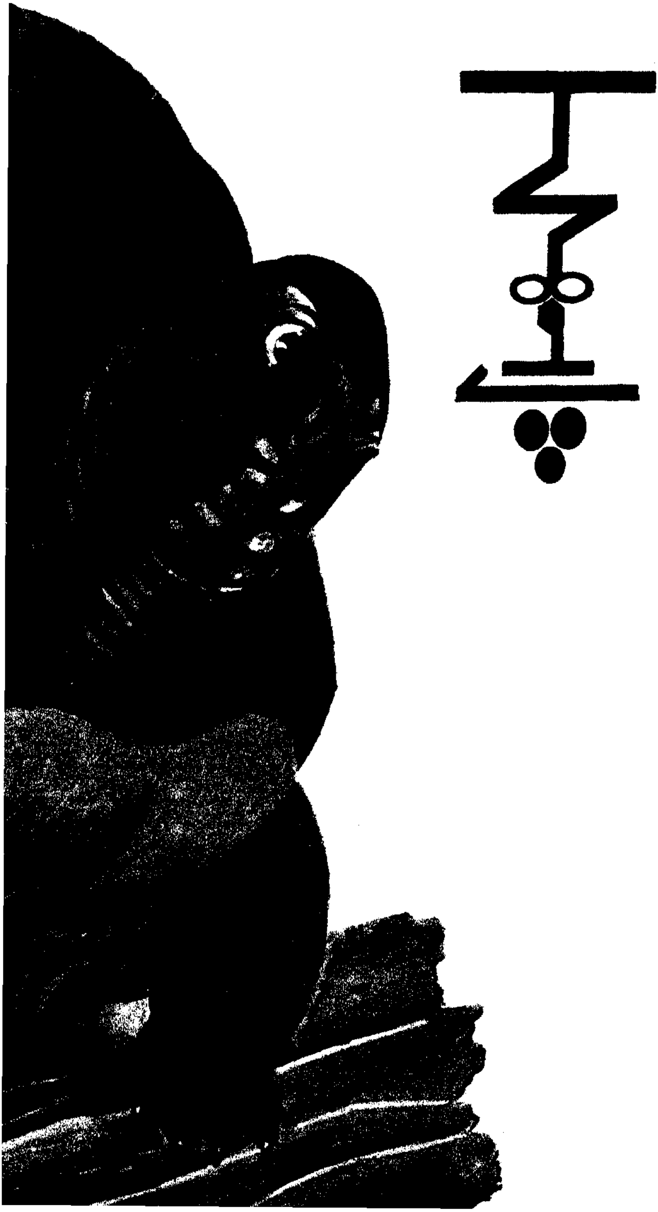

تین ماہ بعد بچے نکل آتے ہیں۔

مسطح کچھوا ROOFED TERRAPIN $7\frac{1}{2}$ انچ ۔ ہندوستان میں گنگا کے اطراف واکناف کے علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کی چپٹی ڈھال تین حصوں میں بٹی رہتی ہے۔ اس قسم کے تمام کچھوے صاف ستھرے، گرم اور گہرے پانی میں رہنا پسند کرتے ہیں اور مکمل طور پر سبزی خور ہوتے ہیں۔

خاردار کچھوا SPINY TERRAPIN $7\frac{3}{4}$ انچ ۔ یہ جنوبی انڈوچائنا، ملایا، سماترا اور بورنیو میں پایا جاتا ہے۔ ڈھال کے تمام پلیٹوں کے حاشیے نیچے جھک کر خار جیسے بن جاتے ہیں۔ ان کی دُم بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ ان کے بچے زیادہ تر خشکی پر ہوتے ہیں اور جوان ہوتے ہی پانی میں چلے جاتے ہیں۔

ہیرے کی پیٹھ والا کچھوا DIAMOND BACK TERRAPIN $4\frac{3}{4}$ تا $7\frac{1}{2}$ انچ۔ یہ کھاری پانی کے دریاؤں اور بحراوقیانوس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اور شمالی امریکہ کے ساحلوں پہ پائے جاتے ہیں۔ اس کے مزیدار گوشت کی خاطر اس کی پرورش گاہیں قائم کی گئیں ہیں۔ موسم گرما میں یہ 3 سے 5 جھول تک انڈے دیتے ہیں، ہر جھول میں بارہ انڈے ہوتے ہیں۔

پینٹڈ کچھوا PAINTED TERRAPIN $6\frac{1}{4}$ سے 8 انچ (شاذ ہی) شمالی امریکہ کے وسطی اور مشرقی حصوں میں ملتا ہے۔ اور اس کی ایک قسم جزیرہ ونکور VANCOUVER میں بھی پائی جاتی ہے۔ یہ انتہائی تیز تیراک، سمندری پودے، حشرات اور چھوٹے جانور کھاتا ہے۔

بڑے سر کا کچھوا LARGE HEADED TURTLE $7\frac{3}{4}$ انچ ۔ انڈوچائنا سے جنوبی چین میں یکساں طور پر پایا جاتا ہے۔ اس کے بڑے سر پر ایک سینگ جیسا پرت منڈھا رہتا ہے۔ اپنے بڑے سر کی وجہ سے وہ دوسرے کچھوؤں کی طرح اپنا سر خول کے اندر نہیں کرسکتا۔ عمودی چٹان یا درخت پر دھوپ کھانے کی غرض سے چڑھنا چاہے تو نہیں چڑھ سکتا۔ یہ اپنا زیادہ وقت پانی میں گزارتا ہے۔

کستوری اور کیچڑی کچھوا MUSK & MUDTURTLES

یہ اور اس کے خاندان پر مشتمل دوسرے کچھووں کی ہیں نسلیں جنوب مشرقی کناڈا جنوبی امریکہ کے وسطی حصے میں تقسیم ہو گئی ہیں۔ ان چھوٹے کچھووں کی زندگی کا انحصار مچھلی اور چھوٹے جانوروں پر ہے مادہ صرف تین انڈے دیتی ہے جس سے مشک قسم کی تیز خوشبو آتی ہے جو اس کے جسم میں بازو پائے جانے والے غدود کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کیچڑ کے کچھوے کے انڈوں کا درمیانی حصہ پلاسٹر کی طرح سخت رہتا ہے اور آگے پیچھے کا حصہ اس درمیانی حصے سے جڑا رہتا ہے۔

جھپٹنے والا کچھوا SNAPPER

20 انچ۔ شمالی امریکہ کے مشرقی حصے جنوبی کناڈا میکسیکو کی خلیج اور مغرب کی طرف کے چٹانی پہاڑوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس کچھوے کو پانی کے باہر جو بھی چیز ملتی ہے اس پر جھپٹ پڑتا ہے۔ اس کی اصل غذا مچھلی ہے جس کے حصول کے لیے وہ پانی میں خاموش پڑا رہتا ہے۔ اس بیچارے کے گوشت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بڑا مزیدار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مارکٹ میں کثیر مقدار میں فروخت ہوتا ہے۔ یہ بھی دوسرے کچھووں کی طرح انڈے خشکی پر دیتے ہیں جن کی تعداد 20 سے 30 ہوتی ہے۔

سمندری کچھوے

سمندری کچھوے، ایک خاندان کے پانچ اقسام پر مشتمل ہوتے ہیں۔ تمام گرم سمندروں میں پائے جانے والے یہ کچھوے اپنی ساری زندگی پانی میں گزارتے ہیں۔ صرف انڈے دینے کے زمانے میں پانی سے الگ رہتے ہیں۔ اس کی کھال نوکدار اور ہلکی سی محرابی ہوتی ہے۔ سامنے کے پیر بڑے اور پیڈل سے مشابہہ اور جوڑ بے لوچ ہوتے ہیں سوائے کاندھے کے۔ تمام انگلیوں پر جلد منڈھی رہتی ہے۔ اس کی ڈھال کی ہڈی کو جلد سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بھی اپنے سر کو ڈھال کے اندر نہیں کھینچ سکتا۔ ان کی چند ہی قسمیں پائی جاتی ہیں۔ جیسے:-

سبز کچھوا GREEN TURTLE

عام طور پر 35 انچ اور غیر معمولی طور پر 48 انچ وزن 99 پونڈ۔ لیکن امریکی ساحلوں پر جو اکثر پکڑے گئے ہیں ان کا وزن 75 پونڈ سے 140 پونڈ تک پایا گیا ہے۔ ایک زمانے میں یہ منطقہ حارہ میں پائے جانے والے تمام سمندروں میں ملتے تھے لیکن اب اس کی نسل معدوم ہونے کی حد تک کم ہو گئی۔

ہے اور اس کی بنیادی وجہ ہے اس کے انڈوں کا استعمال۔ اس کی نسل کی ایک شاخ میڈیٹیرین اور اٹلانٹک میں پائی جاتی ہے اور دوسری بحر انکاہل اور بحر ہند میں اس کی ڈھال پر مدہمی وضع کی پلیٹیں بڑے سلیقے سے جڑی رہتی ہیں۔ یہ بہت ہی پھیر ایک ضرورت پڑنے پر پانی سے باہر بھی آتا ہے۔ اس کی گزر بسر بحری جھاڑی، گھاس پر ہے۔ مگر خار پشت MOLLUSCS اور اسکوائڈ SQUID مل جائیں تو انکار بھی نہیں کرتا۔ کمال تو یہ ہے کہ یہ سطح آب پر بھی سو جاتا ہے۔ مادہ کنارے پر آکر انڈے دیتی ہے اور یہ آدھی رات کو خشکی پر انڈوں کے لیے جگہ ڈھونڈ لیتی ہے اور پھر ایک بڑا طشتری نما گڑھا سا بنا لیتی ہے۔ اس کے بعد سینکڑوں انڈے وقفہ وقفہ سے دیتی رہتی ہے۔ جو چھ سے سات ہفتہ میں تیار ہو جاتے ہیں اور بچے نکل آتے ہیں۔ سبز کچھوا بڑا کار آمد اس معنوں میں ہے کہ اس سے مزیدار اور حیاتین سے پُر "سوپ" SOUP تیار ہوتا ہے۔ اور دوسرے اس سے اور اس کے انڈوں سے تیل کا ست EXTRACT OIL نکلتا ہے۔

عقاب کی چونچ والا کچھوا HAWK BILLED TURTLE

$17\frac{3}{4}$ سے 23 انچ۔ بعض 33 انچ بھی پائے گئے ہیں۔ یہ ان تمام سمندروں میں پائے جاتے ہیں جو منطقہ حارہ میں واقع ہوئے ہیں۔ اس کی ڈھال کے نکیلے پلیٹ ایک کے اوپر ایک چڑھے ہوتے ہیں۔ اوپری جبڑا نوکدار اور بک کی وضع کا ہوتا ہے۔ اس کی عادتیں اور تقسیم بھی سبز کچھوے جیسی ہوتی ہے۔ یعنی یہ بھی انہیں خطوں میں پایا جاتا ہے کہ جہاں سبز کچھوا ملتا ہے۔

سر کھٹول کرنے والا کچھوا LOGGERHEAD TURTLE

23 سے 35 انچ۔ یہ بھی وہیں کا باسی ہے جہاں سبز اور عقابی چونچ والا کچھوا پایا جاتا ہے۔ کبھی کبھی برطانوی ساحلوں پر بھی آجاتا ہے۔ یہ صرف جانوروں (کچھوے) پر زندہ رہتا ہے۔ اس میں بھی وہی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو سمندری کچھوؤں میں پائی جاتی ہیں۔ اس کا گوشت بدمزہ ہوتا ہے۔

چرمی کچھوا LEATHERY TURTLES

اس نوع میں صرف ایک ہی قسم پائی جاتی ہے۔ اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ ہمزاد۔ لیکن یہ بنیادی طور پر سمندری کچھوؤں سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔ دوسرے کچھوؤں میں ڈھال پر کی پلیٹیں چپٹی ہوتی ہیں جبکہ اس کی ڈھال پر چرمی دیواریں سی کھڑی ہوتی ہیں۔ اس کے پیروں میں پنجے نہیں ہوتے۔

اور یہ بہت بڑے ہوتے ہیں بہ نسبت پچھلے پیروں کے یہ (60 سے 86) انچ اور اوسط وزن 600 سے 800 پونڈ لیکن بعض 1300 پونڈ وزنی بھی ملے ہیں اور یہ سب سے وزنی اور بڑا کچھوا ہے۔ جنوبی امریکہ کے جنوبی ساحلوں کے اطراف، افریقہ، آسٹریلیا، جاپان، برٹش کولمبیا اور برطانیہ میں پایا جاتا ہے۔ اس کی غذا مچھلیاں، خارپشت اور خول دار جانور ہیں۔ اتنے بڑے جانور کے انڈے صرف دو انچ قطر رکھتے ہیں لیکن مادہ تعداد میں زیادہ اور سال میں کئی بار انڈے دیتی ہے جن کی تعداد ساٹھ سے ڈیڑھ سو تک ہوتی ہے۔ ان سے دو ماہ بعد بچے نکل آتے ہیں۔ یہ تمام گرم سمندروں میں پائے جانے کے باوجود بہت کم نظر آتے ہیں۔

ٹیڑھی گردن یا سانپ کی گردن والے کچھوے SIDE NECKED AND SNAKE NECKED TURTLES

اس کا نام اس لیے ٹیڑھی گردن والے کچھوے پڑا ہے کہ اس کی گردن حقیقتاً ایک جانب مڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے تیرنے والے پاؤں میں 4 یا 5 انگلیاں ہوتی ہیں اور دم بڑی مختصر۔ یہ جنوبی نصف کرہ کی دریاؤں اور افریقہ کے ریگستان سہارا SAHARA کے جنوب میں پایا جاتا ہے۔ اور آسٹریلیا اور جنوبی امریکہ بھی ایسے کچھووں سے خالی نہیں ہیں۔

گریٹ گریوڈ کچھوا GREAT GREAVED TORTOISE

(20 سے 30) انچ۔ تمام منطقہ حارہ مشرقی امریکہ اور انڈیس میں ملتا ہے خصوصاً ایمزان AMAZON اور اورینوکو ORINOCO اس کی ڈھال پر دانت جیسے ابھار پائے جاتے ہیں جو دیکھنے میں خوشنما نظر آتے ہیں۔ یہ جان کر آپ کو حیرت ہوگی کہ اس کی مادہ نر سے تقریباً دوگنا بڑی ہوتی ہے۔ یہ رات کے وقت انڈے دیتی ہے جن کی تعداد سو تک ہوتی ہے۔ مقامی لوگ ان کی نسل کشی کے زمانے میں (فروری اور مارچ) دریاؤں کے کناروں سے ہزارہا انڈے جمع کیا کرتے تھے لیکن اب ایسا نہیں ہوتا۔

ریش والا کچھوا BEARDEDGREAVED TORTOISE

19 انچ۔ ان تمام جگہوں پر پایا جاتا ہے جہاں متذکرہ بالا کچھوا ملتا ہے۔ ان کی نسل کشی کا زمانہ اکتوبر سے دسمبر ہے۔ مادہ 30 سے 50 انڈے (سخت چھلکے والے) دیتی ہے۔

ماٹا ماٹا MATAMATA

(11 سے 15) انچ۔ گیانا، وینزولا VENEZUELA اور برازیل

میں ملتا ہے۔ اس کا سر چپٹا اور مثلث نما ہوتا ہے۔ تھوتھنی کا سر چونچ جیسا ہوتا ہے۔ آنکھیں انتہائی چھوٹی۔ گردن لمبی اور چوڑی ہوتی ہے۔ اس کی فلامنٹ کے شاخ جیسی گردن شکار میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس کی ڈھال بڑی عجیب ہوتی ہے۔

لمبی گردن والا کچھوا LONG NECKED TERRAPIN

($3\frac{3}{4}$ سے $9\frac{1}{2}$) انچ صرف مشرقی آسٹریلیا میں پایا جاتا ہے۔ اس کچھوے کی زندگی کا انحصار چھوٹی مچھلیوں پر ہے۔ پانی چاہے کتنا ہی ٹھنڈا کیوں نہ ہوجائے یہ سرما خوابی نہیں گزارتا۔

چکنی ڈھال کے کچھوے SOFT SHELLED TURTLES

اس قسم کے تمام کچھوؤں کی ڈھال مختلف وضع قطع کے پلیٹ سے سجی ہوئی نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک گول یا بیضوی ڈھال ہوتی ہے۔ اور اس ڈھال کا درمیانی حصہ بے حس سا ہوتا ہے۔ اس کی بھی تھوتھنی کا سرا چونچ کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ بعض دوسرے کچھوؤں کی طرح یہ بھی اپنا سر اور گردن ڈھال کے اندر کھینچ لیتا ہے۔ ان کے پنجوں میں تین نکیلی انگلیاں ہوتی ہیں جو ایک جھلی کے ذریعہ آپس میں ملی ہوتی ہیں اور دُم چھوٹی ہوتی ہے۔ اس کے گلے کا استر جھلی دار اور خون کی رسائی اسی طرح کرتا ہے جس طرح گلپھڑے کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے یہ جانور پانی کے اندر گھنٹوں رہ سکتا ہے۔ اس صاف پانی والے کچھوے کی دنیا بھر میں پچیس قسمیں پائی جاتی ہیں۔ یہ ایشیا، افریقہ، امریکہ اور انڈونیشیا میں یکساں طور پر پایا جاتا ہے۔

بنگوما چکنی ڈھال والا کچھوا Bungoma Soft Shelled Turtle

(27 سے 28 انچ) یہ جنوبی ہندوستان اور سیلون (موجودہ سری لنکا) میں پایا جاتا ہے اور اپنے مزیدار گوشت کی بدولت اندھادھند شکار بھی ہوتا ہے۔ اس کی ڈھال کے دونوں جانب چرمی جھالر ہوتی ہے۔ جب یہ اپنے پچھلے پیروں کو آرام دینا چاہتا ہے تو انھیں اسی چرمی جھالر کے اندر کھینچ لیتا ہے۔ یہ لالچی جانور مچھلی اور کچھوے ہڑپ کرجاتا ہے۔

جنوب کا چکنی ڈھال کا کچھوا Southern Saft-Shelled Turtle

(15 سے 17) انچ یہ جنوبی کناڈا،

ریاستہائے متحدہ امریکہ اور میکسیکو میں پایا جاتا ہے۔ ڈھال کے سامنے کے کنارے پر گومڑوں کی قطار رہتی ہے۔ یہ بھی اپنے گوشت کی وجہ سے مارا جاتا ہے۔ اسے پکڑتے ہیں تو بری طرح کاٹتا ہے۔

نیل کا چکنی ڈھال والا کچھوا Nile Soft Shelled Turtle

(19 سے 27 اینچ) افریقہ کے گرم پانی میں رہتا ہے بسنیگل Senegal اور کانگو Congo سے نیل تک پایا جاتا ہے اس کی وجہ دوسرے کچھوؤں جیسی ہیں۔

زہریلے سانپ

(ضمنی طور پر دوسرے سانپوں کا ذکر بھی)

اب جگر تھام کے بیٹھو ..... بہت سے آدمی سانپ کے نام ہی سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ بے شمار سانپ خوبصورت رنگوں اور ڈیزائنوں سے سجے ہونے کے باوجود انہیں دیکھتے ہی ہمارے بدن میں جھرجھری آجاتی ہے۔ اور جو اس سے خوفزدہ نہیں ہوتے وہ بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ سانپ اور دوسرے پستانیہ جانور میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو سانپوں کو پسند کرتے ہیں۔

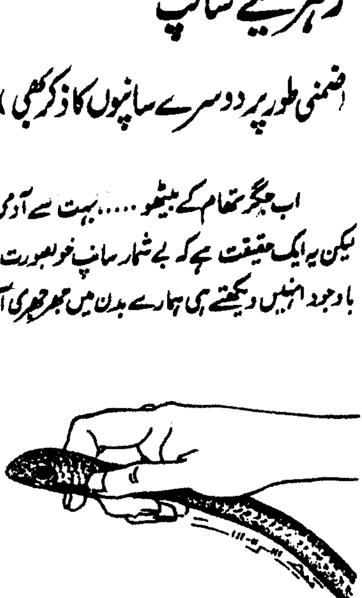

مسائی (کینیا (افریقہ) کا ایک قبیلہ ہے جو اس بات میں یقین رکھتا ہے کہ ان کے روحانی رہنما مرنے کے بعد سانپ کے روپ میں دنیا میں واپس آتے ہیں۔

دنیا میں سانپوں کی کل دو ہزار، پانچ سو قسمیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن ان میں سے صرف دو سو کینہ پرور اور خطرناک ہوتے ہیں۔ سانپوں کی کثیر آبادی میں کچھ قسم کے زہریلے سانپ پائے جانا یقینی ہوتا ہے سوائے براعظم آسٹریلیا کے۔ سانپوں کو دیکھنے کے بعد ان میں زہریلے اور بغیر زہر کے سانپوں میں شناخت مشکل کام ہے۔ دنیا میں بیس سانپوں میں صرف ایک زہریلا سانپ ہوتا ہے۔ دنیا کے بعض شہر ایسے ہیں جہاں سانپ کے کاٹنے سے اموات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

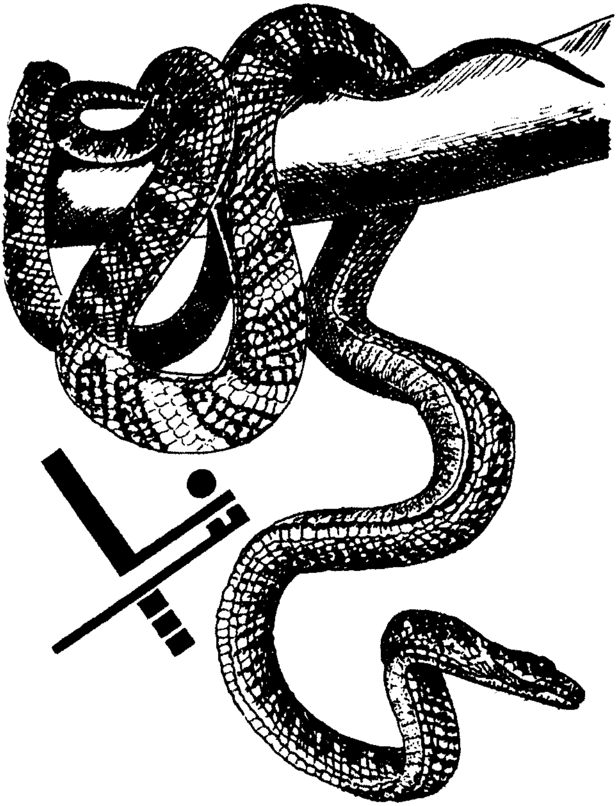

ہمارے ہندوستان میں ہر سال بیس ہزار اشخاص سانپ کے کاٹنے سے مرتے ہیں۔ امریکہ میں ایک ہزار پانچ سو لوگوں کو سانپ کاٹتے ہیں لیکن اموات کی تعداد سو سے کچھ ہی زیادہ ہوتی ہے لیکن برطانیہ میں اڈر ADDER کے کاٹنے سے کسی کی جان گئی ہو ایسا کبھی سننے میں نہیں آیا۔

دنیا کا سب سے بدترین کینہ پرور سانپ راج ناگ KINGCOBRA (اسے HAMADRYAD بھی کہتے ہیں) ہوتا ہے، یہ اٹھارہ یا انیس فٹ تک لمبے ہوتے ہیں۔ راج ناگ دوسرے سانپوں کو نوالہ بناتا ہے جس میں زہریلے سانپ بھی شامل ہوتے ہیں۔ راج ناگ اپنے شکار کی آنکھوں میں نوالہ بنانے سے پہلے تھوکتا ہے جس کی وجہ سے وہ وقتی طور پر اندھے ہوجاتے ہیں۔

دوسرا کینہ پرور سانپ دہشت ناک بش ماسٹر DREADED BUSHMASTER جو ایمیزان کے جنگلوں میں پایا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ افریقہ کا ممبا، امریکہ کے "کوپر ہیڈ" رٹیل سانپ اور کورل آسٹریلیا کے ڈیڈلی ٹائیگر DEADLY TIGER بہت زہریلے ہوتے ہیں۔

افریقہ کا پف اڈر PUFF ADDER بھی بیحد زہریلا ہوتا ہے۔ یہ اپنے پس منظر میں اس طرح مدغم رہتا ہے کہ حملہ کرنے سے پہلے تک اسے شناخت کر لیتے ہیں اس وقت تک بہت دیر ہوچکی ہوتی ہے کیونکہ وہ حملہ کرنے کے لیے تیار ہوجاتا ہے۔ افریقی پف اڈر اور امریکی پف اڈر میں گڑبڑ مت کر دیجیے کیونکہ بیچارہ امریکی پف اڈر افریقی پف اڈر کے برخلاف بالکل بے ضرر ہوتا ہے۔

اب آپ پوچھیں گے کہ کوئی ایسا بھی شہر یا ملک ہے جہاں زہریلے سانپ نہ ہوتے ہوں؟ تو سنیے وہ خوش نصیب ممالک ہیں آئرلینڈ، آئس لینڈ، نیوزی لینڈ اور مڈغاسکر اور آئرلینڈ تو وہ خوش نصیب ترین ملک ہے جہاں کسی قسم کا سانپ نہیں پایا جاتا۔

زہریلے سانپ اپنے شکار کو زہر سے اسے قیدی بنا دیتے ہیں۔ دوسرے سانپ پکڑتے ہیں اور دوسرے تمام قسم کے سانپ شکار کو زندہ نگلتے ہیں اور یہ انتہائی مکروہ اور تکلیف دہ طریقہ ہے۔ ایسے سانپوں کے جبڑے اور حلق قدرت نے خاص اس مقصد کے لیے بنائے ہیں۔ جبڑے کھلنے پر بہت زیادہ پھیل جاتے ہیں اور حلق میں بہت زیادہ لچکیلا پن ELASTICITY پایا جاتا ہے۔

زہریلے سانپوں میں دو بڑے دانت FANGS ہوتے ہیں جن سے وہ شکار میں زہر داخل

کرتا ہے۔ یوں بہتیرے سانپ کاٹتے اور خوفزدہ کرتے ہیں۔ لیکن زہریلے سانپوں کے دانتوں کا زخم بہت گہرا ہوتا ہے۔

ناگ سانپ ہمارے پاس دیہاتوں اور گاؤں میں عام طور پر پایا جاتا ہے۔ البتہ شہروں میں یہ شاذ ہی دکھائی دیتا ہے۔ ماہرین حیوانات کا بیان ہے کہ تمام دنیا میں ناگ سانپ کی صرف دس قسمیں پائی جاتی ہیں۔ اور ان دس میں سے دو قسمیں ہمارے ملک کے حصے میں آئی ہیں۔ یہ دو قسمیں ہیں "ناگ" اور "راج ناگ"۔ ناگ سانپ دیکھنے میں جتنا اچھا نظر آتا ہے اتنا ہی خوفناک اور زہریلا ہوتا ہے ناگ کی سب سے نمایاں اور اہم خصوصیت اس کا پھن ہے۔ پھن حقیقت میں ہے کیا؟ یقیناً آپ کے ذہن میں یہ سوال سر ابھار رہا ہوگا۔ سنئے پھن دراصل سر کے پیچھے پائی جانے والی لانبی اور پتلی پسلیوں کی سی ہڈیاں ہوتی ہیں جن پر عضلات کا غلاف منڈھا رہتا ہے اور گردن کے بعد کی پسلیاں چھوٹی ہو جاتی ہیں چنانچہ جب گردن کے عضلات سکڑتے ہیں تو پسلیاں ادھر ادھر کھڑی ہو جاتی ہیں اور گردن دائیں اور بائیں جانب پھیل کر پھن بن جاتی ہے۔ بعض دوسرے سانپ بھی اپنی گردن پھیلا کر اور سخت کر کے اس کو سیدھا اور تنا ہوا رکھ سکتے ہیں اور سرسری طور پر نظر کو دھوکا ہوتا ہے کہ یہ بھی شاید پھن ہے لیکن ناگ کے پھن کے متعلق کوئی غلطی نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ یہ ایک نمایاں بہت زیادہ کشادہ اور بتدریج پچھلی جانب پتلا ہو کر پیٹھ سے مل جاتا ہے اس کے برعکس جب کوئی دوسرا سانپ اپنی گردن پھیلا کر پھن بناتا ہے تو اس کا پھن پتلا نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے سانپ سیاہ گندمی رنگ کے نہیں ہوتے جو ہمارے ملک کے ناگ سانپ کا عام رنگ ہے۔

جس سانپ میں پھن ہو وہ بلاشبہ ناگ ہے۔ اس پھن میں عموماً ایک یا دو عینک ہونے جیسے نشانات ہوتے ہیں ایسے ناگ عینک دار کہلاتے ہیں۔ بعض سانپوں کے پھن پر صرف ایک ہی حلقہ ہوتا ہے۔ راج ناگ کے پھن پر کوئی حلقہ موجود نہیں ہوتا۔

ناگ سانپ کو جب مارا جاتا ہے یا مر جاتا ہے تو اس کی گردن سخت ہو کر سکڑ جاتی ہے اور پھن کو پھیلا کر دیکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لہذا اس کی پہچان کے بارے میں دو باتیں یاد رکھنی چاہیے۔ پہلی بات تو یہ کہ ناگ سانپ کے اوپر کے جبڑے میں جو چھلکے (سفنے) ہوتے ہیں ان میں تیسرا چھلکا بہت بڑا ہوتا ہے اور آنکھ سے نتھنے والے چھلکے تک پھیلا ہوتا ہے۔ "سپر" کہلاتا ہے۔ یہ خصوصیت صرف ناگ سانپ اور مرجانی سانپ میں ہوتی ہے۔

ناگ

ازلی حریف

نیولا اورسانپ

دوسری بات یہ ہے کہ ناگ سانپ میں دم کے نیچے دو دھرے چھلکے پائے جاتے ہیں یعنی وہ دو قطاروں میں ترتیب پائے ہوتے ہیں۔ یہ دو باتیں ناگ کی شناخت کرنے میں مدد دے سکتی ہیں۔

حیدر آباد کی کالی مٹی (بلیک کاٹن سائل) میں پائے جانے والے ناگ کا رنگ عموماً سیاہ یا سلیٹ کے جیسا ہوتا ہے حالانکہ ناگ کی بعض قسموں کا رنگ بھورا Brown یا خاکی ہوتا ہے۔ بہت کم صورتوں میں ان کا رنگ سفید ہوتا ہے اسے البینو ALBINO کہتے ہیں۔ یہ پگمنٹ کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اسے قسم یا نوع نہیں کہہ سکتے۔ ناگ جھاڑیوں، جنگلوں، میدانوں، سبزہ زاروں، کھیتوں اور باغوں غرض ہر جگہ رہ سکتا ہے۔ حتیٰ کہ بستیوں کے آس پاس بھی نظر آتا ہے اور شور وغل کے باوجود انسانی بستیوں کے قریب اپنا مسکن بناتا ہے۔ بوسیدہ اور پرانے گھر، مندر، مسجد، کھنڈروں اور قبرستانوں میں اس کے پائے جانے کے امکانات بہت وسیع ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی پانی میں کبھی تیزی سے تیرتا ہوا دیکھا گیا ہے اس کے علاوہ درختوں پر پرندوں کے انڈوں اور بچوں کی خاطر بھی چڑھ جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ناگ سمندر میں بھی دیکھا گیا ہے۔ اور بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ناگ خود سے حملہ کرنے والا اور جابر نہیں ہوتا اور جب اس کو چھیڑا جاتا ہے تو فوراً جان بچا کر بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب اس کو بہت قریب سے ستایا جائے تو یہ اپنا "پھن" پھیلا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اس کو آگے پیچھے، دائیں بائیں جانب ہلاتا اور زور زور سے پھنکارتا اور ڈسنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

ایک مرتبہ شہنشاہ ہندوستان اورنگ زیب عالمگیرؒ نے ایک مرہٹہ سردار کے بیٹے کو سات ہزاری کا منصب عطا کر کے اس کا خیمہ اپنے خیمہ کے ساتھ نصب کروایا تو ان کی اس حرکت کو قانی خان نے " افعی کشتن و بچہ نگہداشتن" سے تعبیر کیا تھا اور یہ بالکل سچ تھا کیونکہ ناگ کا بچہ ناگ سے زیادہ خطرناک اور حملہ کرنے میں بہت زیادہ پھرتیلا ہوتا ہے۔

ناگ برخلاف دوسرے جانوروں کے دن کے وقت غذا کی تلاش میں نکلتا ہے لیکن آبادی میں یہ رات کے وقت بھی نظر آجاتا ہے۔

ناگ اور "سپیرے" کا ایک ساتھ نام لیا جانا تقریباً لازم و ملزوم ہے۔ کیونکہ ان کی پٹاریوں میں صرف ناگ ہی رہتا ہے کوئی اور سانپ نہیں ہوا کرتا۔ عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ سپیرے سانپوں کو اپنے "منتر" سے قابو میں کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت کو اس سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اگر ناگ بین کی آواز سے متاثر ہو سکتے تو یہ ضروری تھا کہ "سپیرا"

ناگ کے علاوہ دوسرے سانپوں کو بھی اپنی بین بجا کر مسحور کر لیتا لیکن ایسا نہیں ہوتا البتہ سپیرے سانپ پکڑنے میں بہت ماہر ہوتے ہیں اور اس پھرتی اور چالاکی سے سانپ کا سر پکڑ لیتے ہیں کہ وہ ان کو کاٹ نہیں سکتا۔

سانپ ایسی آوازوں کو نہیں سن سکتے جو ہوا کے ذریعہ ان تک پہنچتی ہیں۔ لہذا ناگ سانپ کے بین سننے کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ سانپ کے کان پرندوں اور دودھ پلانے والے جانوروں کے مانند اچھی طرح نشوونما پائے ہوئے نہیں ہوتے۔ لہذا وہ ہوا کی موجوں کے توسط سے آواز یا گانا یا بین کی آواز سننے سے بالکل قاصر ہوتا ہے اب رہا یہ سوال کہ ناگ سانپ سپیرے کی بین پر کیوں ناچتا ہے یا سر ہلاتا ہے تو اس کو سانپوں کے مشہور ماہر کرنل وال نے اپنے تجربوں سے ثابت کر دیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ناگ سانپ سپیرے کی بین پر جو ناچتا ہے تو وہ اس بین کی دلکش آواز نہیں ہوتی جو اس کو متاثر کرتی ہے بلکہ یہ سپیرے کے ہاتھ کی حرکت ہے جس کو وہ اپنا پھن پھیلا کر دیکھتا رہتا ہے۔ اور اس طرح اس کا تعلق اس کی قوت باصرہ (دیکھنے کی قوت) سے ہے نہ کہ بین کے راگ سے کیونکہ کرنل وال نے جو تجربے کئے ہیں اس کی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ اگر ناگ سانپ کی آنکھیں بند کر دی جائیں اور پھر اس کے پاس بین تو کیا بندوق بھی چھوڑی جائے تو وہ اپنا پھن پھیلا کر سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر کوئی آدمی اس کے پاس زور سے چلے یا کرسی یا کوئی دوسری چیز زور سے پٹکی جائے تو وہ اس آواز کو فوراً سن لیتا ہے اور یکایک پھن پھیلا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ آپ نے غور کیا ہوگا کہ سپیرے پٹاری کا ڈھکن کھولنے سے قبل پٹاری کو مارتے ہیں اور یکدم ڈھکن کھولتے نہیں بلکہ اسے پہلے ٹھوکر دیتے ہیں۔ اس چیز نے خاکسار کو ایک تجربہ کرنے پر اکسایا۔ میں نے بڑی مشکل سے سپیرے کو اس بات پر راضی کیا کہ وہ بین بجانے کے بجائے بیلن ہاتھوں میں لے کر اور منہ سے لگا کر اسی طرح جھومے جیسے بین بجاتے وقت جھومتا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر انتہائی حیرت ہوئی کہ ناگ اب بھی جھوم رہا تھا۔ ان تجربوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو آواز ٹھوس چیز کی مدد سے پیدا کی جاتی ہے وہ سانپ سن سکتا ہے اور خطرہ سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ سانپوں کی مکمل سماعت اور مکمل قوت بصارت سے قدیم زمانے کے اہل ہنود بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ سنسکرت زبان میں سانپ کو "چک شوس روا" کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے آنکھوں سے سننا۔

ناگ سانپ، چوہے، مینڈک، چڑیاں، انڈے وغیرہ کھاتا ہے اور مرغیوں کے بچوں کو بھی مار ڈالتا ہے۔ اس کے علاوہ گلہری، چھپکلی اور بعض دوسرے سانپوں کو بھی نگل لیتا ہے اس

کے برعکس بعض وقت ناگ اپنے بڑے رشتہ دار راج ناگ کی غذا بن جاتا ہے۔ ناگ کو پیاس بہت لگتی ہے اور وہ پانی بہت پیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گرمی کے موسم میں سانپ کبھی کبھی غسل خانہ میں دکھائی دیتا ہے۔

مادہ ایک جھول میں 12 سے 22 تک انڈے دیتی ہے جن سے دو ماہ بعد بچے نکلتے ہیں جو 8 سے 10 انچ تک لانبے ہوتے ہیں۔

شمالی وائی پر NORTHERN VIPER (19 سے 25) انچ اور بعض اوقات 33 انچ کے بھی پائے گئے ہیں۔ اس قسم کے سانپوں کا حلقہ کافی وسیع ہے یعنی یہ دنیا کے بیشتر ممالک میں پائے جاتے ہیں۔ عمر، جنس اور عادتوں میں موسم کے لحاظ سے ان سانپوں کے رنگوں اور ڈیزائنوں میں بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ عموماً نر راکھ کے رنگ Greyish اور مادہ بھوری Brownish اور اس کے پیٹھ پر زگ زیگ ZIGZAG جیسی دھاریاں ہوتی ہیں اور ایک قسم وائی مکمل سیاہ اور دھاریوں سے مبرا ہوتا ہے۔ اسے ڈر بھی کہتے ہیں۔ یہ صدفی صد دن کو شکار کرنے والا جانور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صبح ہوتے ہی یہ بہت چوکنا اور چست ہو جاتا ہے۔ اس کی اہم غذا چوہے ہے۔ اس کے علاوہ چھپکلیاں، کیچوے، مینڈک اور چڑیاں مل جائیں تو منہ نہیں پھیرتا۔ یہ جب اپنے شکار کو ڈستا ہے تو وہ مفلوج ہو کر 8 تا 20 منٹ کے اندر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن چھوٹے شکار کو وہ ڈستا نہیں بلکہ نگل جاتا ہے۔ اسے بھی گرما خوابی گزارنے کی عادت ہوتی ہے۔
ماہ مئی ان کے ملاپ کا زمانہ ہوتا ہے اور اگست میں 5 سے 18 تک بچے نکل آتے ہیں جو 6/7 انچ لانبے ہوتے ہیں۔ اس کے مارگزیدہ کو جتنا جلد ہو سکے طبی امداد پہنچائیں یا ANTI-VENINE انجکشن دیں اور آرام پہنچائیں تو وہ بچ جاتا ہے۔

لمبی ناک والا وائی پر LONG NOSED VIPER (23 سے 30) انچ۔ اٹلی، بلقان ایشیا (لیکن کم) اور سائبریا میں پایا جاتا ہے۔ اس کا رنگ اڈر جیسا ہوتا ہے اور دھاریاں بھی ویسی ہی پائی جاتی ہیں۔ لیکن یہ اڈر سے بہت زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ یہ عموماً پتھریلے میدانوں میں پایا جاتا ہے لیکن ریگستان میں قطعی نہیں ملتا۔

رسل وائی پر RUSSELLSVIPER (58 سے 66) انچ۔ ہندوستان، سیلون، اور جنوب مشرقی ایشیا میں پایا جاتا ہے۔ اس کا جسم موٹا اور سر کا پچھلا حصہ چپٹا ہوتا ہے اور دم چھوٹی۔ اس کے جسم پر طول میں بازو بازو تین

چھلّے بھورے یا گہرے بھورے ہوتے ہیں جن کے کنارے کالے ہوتے ہیں۔ بچے 63 تک نکلتے ہیں۔ یہ کینہ پرور سانپ انسان کے لیے خطرناک ہوتا ہے۔ اس کے کاٹنے سے ہندوستان میں بہت زیادہ اموات ہوتی ہیں اس لحاظ سے یہ ناگ سے زیادہ خطرناک ہے کہ یہ راتوں کو نکلتا ہے۔ اس کی غذا چوہے چڑیاں، مینڈک اور ٹوڈ Toads ہیں۔

نکیلی ناک والا وائپر NOSE HORNEDVIPER

47 انچ لانا۔ لیبیریا اور کانگو کے جنگلات میں ملتا ہے۔ یہ ہمیشہ جوڑے کی شکل میں رہتا ہے۔ جن کے جسم خوبصورت رنگوں اور ڈیزائنوں سے مزین ہوتے ہیں۔

کوپر ہیڈ COPPERHEAD

(28 تا 38) انچ لانبا۔ مشرقی متحدہ امریکہ میں فلوریڈا اور ٹیکساس میں پایا جاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں پائی جاتی ہیں یہ اتنا ہی خطرناک ہوتا ہے جتنا کہ ریٹل سانپ ہوتا ہے۔ اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوجاتا ہے۔ سرما خوابی گزارنے کے بعد ان کے ملاپ کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ عموماً 2 سے 6 بچے 4، 5 ماہ بعد نکل آتے ہیں۔ اس سانپ کی گزر چھوٹے پستانیہ جانوروں وغیرہ پر ہے۔

بش ماسٹر BUSHMASTER

(95 تا 125) انچ۔ جنوبی امریکہ کے وسطی علاقے میں پایا جاتا ہے۔ اس کی دم بیحد پتلی اور سخت ہوتی ہے جب یہ گزرتا ہے تو سرسراہٹ کی تیز آواز آتی ہے۔ بش ماسٹر لکڑیوں میں رہتا ہے یہ بھی انڈے دیتا ہے۔

فر۔ڈی۔لانس FER-DE-LANCE

(40 تا 90) انچ۔ جنوبی میکسیکو اور جنوبی پیرو۔ اس کی آنکھوں اور تھوتھنی کے درمیان تیکھا کنارا ہوتا ہے اور دم کا سرا سخت اور پتلا ہوتا ہے۔ یہ جنگلوں، نیشکر کے کھیتوں اور گھروں کے اطراف میں رہنا پسند کرتا ہے۔ اس کی گزر بسر چوہوں پر ہے اور اسے 50 سے 70 تک بچے ہوتے ہیں۔ اس کا زہر بہت جلد خون کے سرخ جسیموں اور خون کی نالیوں پر اثر انداز ہوتا ہے اور انھیں تباہ کردیتا ہے۔ جب تک کہ مانع زہر انجکشن لگائیں یہ اپنا کام کرجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے کاٹے کا پانی نہیں مانگ سکتا۔

کالا رٹیل سانپ Black Rattle Snake

(40 سے 60) تک لانبا ہوتا ہے۔ یہ مشرقی متحدہ امریکہ کے تمام حصوں میں پایا جاتا ہے۔

رٹیل سانپ کی کل 28 قسمیں پائی جاتی ہیں۔ جو تمام کی تمام امریکہ میں پائی جاتی ہیں۔ یہ نام اس کی دم کے آخری سرے کو پیش نظر رکھتے ہوئے رکھا گیا ہے۔ اس کی دم کا آخری سرا ایک سیکنڈ میں کم از کم ساٹھ مرتبہ مرتعش ہوتا ہے اور اس ارتعاش کی وجہ سے عجیب سی آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس کی دم میں یہ ارتعاش اسی وقت ہوتا ہے جب کوئی بڑا دشمن اس کے مدمقابل ہو۔ اس طرح وہ اپنے دشمن کو ہراساں کرتا ہے۔ اس کا مار گزیدہ کبھی مشکل ہی سے بچتا ہے۔

کوبرا یعنی ناگ کے متعلق میں نے مضمون کے ابتدا میں بہت کچھ بتا دیا ہے اس لیے یہاں اس کا تذکرہ بیکار ہوگا۔ اس لیے میں چند اور سانپوں کے تذکرے پر مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

شا، کا ڈیتھ اڈر Shaw's Death Adder

صرف 28 انچ لمبائی۔ آسٹریلیا کے تمام ریگستانی علاقوں، نیو گینیا اور مولاسکس میں پائے جانے والا یہ سانپ انتہائی زہریلا سانپ ہوتا ہے۔ لیکن آسٹریلیا کے ٹائیگر سانپ سے کم خطرناک ہوتا ہے۔ کاٹنے کے بعد یہ اپنے شکار کو پکڑ لیتا ہے۔ یہ عموماً درختوں پر بسیرا کرتا ہے۔ اس کا سر سامنے سے تپلا گاؤدم ہوتا ہے۔

سبز ممبا Green Mamba

(75 سے 11) انچ تک لانبا ہوتا ہے۔ انتہائی غصہ ور خواہ مخواہ حملہ کر دینا اس کی فطرت ہے۔ افریقہ کے اس سانپ کی زندگی زیادہ تر درختوں پر بسر ہوتی ہے۔ جہاں اسے تلاش کر لینا انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ افریقہ کا ایک اور سانپ سیاہ ممبا بھی اسی کی فطرت کا ہوتا ہے۔

سمندر میں پائے جانے والے سانپوں میں بعض زہریلے بھی ہوتے ہیں اور اپنا زہر زیادہ تر اپنے شکار یعنی مچھلیوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس زہر کے اثر سے مچھلیاں فوری ہلاک ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کے سانپ زیادہ تر ساحلوں کے قریب پائے جاتے ہیں اور ساحل سمندر سے تیس پینتیس میل ندر شاذ ہی دیکھے گئے ہیں۔ سمندری سانپوں کا پھیپھڑا منہ سے مقعد تک پھیلا ہوا ہوتا ہے اس کے باوجود صرف اس کا اگلا حصہ، سانس کے لیے استعمال ہوتا ہے اور باقی حصہ میں ہوا بھری رہتی ہے اور یہ ہوا اس وقت کام آتی ہے جب وہ غوطہ لگاتا ہے۔ اب پھر پانی سے خشکی کی جانب آئیے خشکی پہ آ ہی گئے ہیں تو درخت پر چڑھنے کی زحمت کر لیجیے۔

سانپ کا دنیا میں اولین قدم

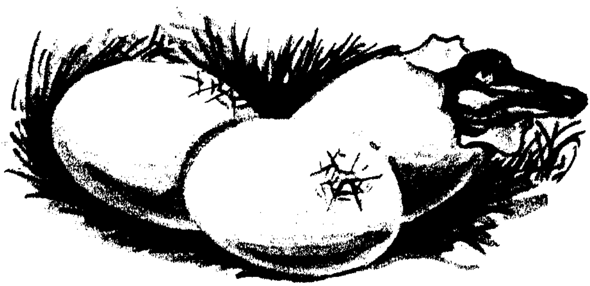

انڈے میں سے مگرمچھ کا بچہ نکل رہا ہے

سیاہ و سنہری درخت کا سانپ

لیکن ذرا دیکھ بھال کے۔ کہیں کسی سانپ سے پالا نہ پڑ جائے۔ وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا۔ دیکھا آپ نے بانڈ کے درخت پر "سنہری جھاڑی سانپ GOLDEN TREE SNAKE" آپ ہی کی جانب دیکھ رہا ہے۔ یہ 55 انچ لمبا سانپ جنوبی ہندوستان سے جنوبی چین تک اور ایسٹ انڈیز میں بھی پایا جاتا ہے۔ یہ دیکھنے میں کافی خوب صورت نظر آتا ہے۔ یہ دن میں چاق و چوبند رہتا ہے۔ عام طور پر خیال ہے کہ یہ انسان کے لیے نقصان رساں نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کے دانت اس قدر اندر ہوتے ہیں کہ وہ صرف چھوٹے جانوروں کو دبوچ سکتے ہیں۔ یہ چھپکلیوں، چمگادڑوں اور چھوٹے پرندوں کو کھاتا ہے۔

لمبی ناک والا درخت کا سانپ LONG-NOSED TREE SNAKE

یہ بھی لگ بھگ 65 انچ لمبا ہوتا ہے۔ یہ ہندوستان، سیلون اور سیام میں پائے جاتے ہیں۔ اس لمبی ناک والے سانپ کا جسم اور سر لمبا اور پتلا ہوتا ہے۔ یہ درختوں کی شاخوں پر بڑی پھرتی سے پھرتا رہتا ہے لیکن اس کی یہ تیزی زمین پر دم توڑ دیتی ہے۔ یہ اپنا سر ہوا میں اٹھا نہیں سکتا اور نہ دوسرے سانپوں کی طرح موڑ سکتا ہے لیکن پوری گردن کو زاویہ قائمہ میں موڑ سکتا ہے۔ اس کی گزر بسر چھوٹی چھپکلیوں پر ہے۔ چھوٹے پرندے اگر مل جائیں تو چٹ کر جاتا ہے۔ یہ سوائے یورپ کے دنیا کے تمام گرم خطوں میں پائے جاتے ہیں۔

گھاس کا سانپ Grass Snake

عموماً (26 سے 34) انچ پائے جاتے ہیں اور اس سے زیادہ بڑے شاذ ہی دیکھنے میں آئے ہیں۔ یورپ کے اکثر شہروں میں پایا جاتا ہے اور وسطی ایشیا میں بھی ملتا ہے۔ اس کے علاوہ الجیریا اور تیونیسیا میں بھی اس کا وجود ہے۔ اس کا رنگ سیاہ اور گہرا سبزی مائل نیلا ہوتا ہے یا پھر راکھ کے رنگ کا یا بھورا ہوتا ہے۔ اسے زیادہ تر باغوں میں دیکھا جا سکتا ہے جب یہ تیرتا ہے تو سر پانی سے اوپر رہتا ہے۔ اس کی غذا مینڈک اور چھوٹی مچھلیاں ہیں۔ سرما خوابی سے یہ اوائل اپریل میں نکل آتے ہیں اور مادہ جولائی اگست میں دس سے بیس تک انڈے دیتی ہے۔ انڈوں کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ اوائل ستمبر میں انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔ جو چھ سات انچ لانبے ہوتے ہیں۔

ڈایسڈ بحری سانپ Diced water Snake

(36 اور 44) انچ کی

وسطی اور جنوبی یورپ میں پایا جاتا ہے اور ہمیشہ پانی کے قریب رہتا ہے۔ سر کا اوپری حصہ زرد دار جسم پر طول میں پانچ رو گہرے رنگ کے دھبے پائے جاتے ہیں۔

وائپیرین سانپ VIPERINE SNAKE

یہ 37 اِنچ لانبا سانپ پرتگال، اسپین، فرانس، اٹلی اور شمال مغربی افریقہ میں پایا جاتا ہے۔ اس کی پیٹھ پر زگ زیگ ڈیزائن بنا ہوتا ہے۔ یہ پانی میں بھی رہ سکتا ہے اور مچھلی کی طرح عمدہ تیراک ہوتا ہے۔ ملاپ کا زمانہ مارچ، اپریل ہے۔ انڈے جون، جولائی میں دیتی ہے اور اگست سے اکتوبر تک بچے نکلتے ہیں۔

گھوڑے کی نعل والا سانپ HorseShoe Snake

اس 65 اِنچ لمبے اور پرتگال و اسپین میں پائے جانے والے سانپ کا نام "ہارس شو" صرف اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کے سر کی اوپری جانب نعل جیسا ڈیزائن بنا ہوتا ہے۔ یہ ان سوراخوں میں رہتا ہے جو آبادی کے قریب ہوں تاکہ چوہوں وغیرہ کا شکار آسانی سے کر سکے۔

بوربچہ سانپ Leopard Snake

اس 30، 40 اِنچ لمبے سانپ کا نام بہت ہی مناسب رکھا گیا ہے کیونکہ اس کے جسم پر بوربچہ کے جسم پر پائے جانے والے گل پائے جاتے ہیں۔ یہ چوہے اور پرندے کھانے والا سانپ جنوبی یورپ اور مغربی ایشیا میں پایا جاتا ہے۔ مادہ بیضوی شکل کے انڈے دیتی ہے۔ جو دو اِنچ لانبے ہوتے ہیں۔

ہاتھی کی سونڈ جیسا سانپ Elephants Trunk Snake

اس کا بھی بڑا ہی مناسب نام دیا گیا ہے۔ تصویر دیکھ لیجیے۔ میری بات کی تصدیق ہو جائیگی اس نوے اِنچ لانبے سانپ کو دیکھنے کے لیے آپ کو سیام، ملایا، جاوا یا بورنیو کی سیاحت کرنا پڑے گی۔ اس کا جسم قدرے چپٹا ہوتا ہے۔

انڈے کھانے والا سانپ Egg-Eating Snake

یہ افریقہ، صحارا، سائرا اور ابی سینیا میں پایا جاتا ہے اور 30 اِنچ لمبا ہوتا ہے۔ یہ زیادہ تر انڈے اور پرندے کھاتا ہے۔ یہ اپنے

انڈا خور سانپ، انڈا نگلتے ہوئے

اژدہا اپنے شکار کو نگلنے سے پہلے دبا کر کچل ڈالتا ہے

منہ سے کئی گنا بڑا انڈا نگل سکتا ہے۔ اس کا منہ اور گردن حیرتناک طور پر انڈے کے لحاظ سے پھیلتا ہے۔ انڈا منہ کے اندر آنے کے بعد حلق کے سامنے کی ہڈیاں آپس میں مل جاتی ہیں جس کی وجہ سے انڈا پھوٹ جاتا ہے۔ اس کے بعد زردی اور سفیدی معدہ میں پہنچ جاتی ہے۔

آخر میں چند اژدھوں کے متعلق بھی سن لیجیے۔ حیدر آباد کے ایک بہت بڑے اور مشہور نواب، مبین الدولہ بہادر (جو بہت اچھے شکاری تھے)، کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ شکار کی غرض سے کسی جنگل میں گھوڑے پر جا رہے تھے کہ ایک اژدہے سے مڈبھیڑ ہو گئی اژدھے نے انھیں گھوڑے کے ساتھ اپنی سانس کے ذریعہ کھینچنا شروع کیا وہ لاکھ گھوڑے کو روکتے ہیں لیکن گھوڑا اژدہے کی جانب کھنچتا جا رہا تھا انھوں نے اسی حالت میں اژدہے کے منہ میں پے درپے فائر کیے جس سے اژدھا تو مر گیا لیکن یہ خود اژدہے کی زہریلی سانس کے زیر اثر سے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب میں چھوٹا تھا اور یہ قصہ سنتا تھا تو بڑا عجیب اور پر اسرار معلوم ہوتا تھا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سب من گھڑت قصہ تھا کیونکہ اژدہے میں ایسی کوئی قوت نہیں ہوتی کہ جو شکار کو سانس کے ذریعہ کھینچ سکے۔ پتہ نہیں لوگوں نے اس کے بارے میں یہ انوکھی بات کس بنا پر گڑھ لی۔ کچھ اس قسم کا واقعہ حاتم طائی کے قصوں میں بھی ملتا ہے۔ وہاں تو اور بھی زیادتی یہ کی گئی کہ کچھ ہی دیر بعد اژدھا گھبرا کر حاتم کو اگل دیتا ہے۔

اب حقیقت کیا ہے یہ بھی جان لیجیے۔ اس کے غدود جو لعاب خارج کرتے ہیں مہلک نہیں ہوتے۔ زیادہ تر اژدھے پانی کے قریب رہنا پسند کرتے ہیں اور بعض درختوں پر چڑھنے میں انتہائی ماہر ہوتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے وہ اپنی دم کو استعمال کرتے ہیں جس میں پکڑنے کی خاصیت Prehensile ہوتی ہے۔ ان میں زیادہ تر رات میں شکار کے لیے نکلتے ہیں۔ یہ اپنے شکار کو قبضہ میں کرنے کے لیے اپنے دانت استعمال کرتے ہیں اس کے بعد شکار کے اطراف کوائل COIL کی طرح لپٹ جاتا ہے جس کی وجہ سے شکار کا دم مکمل طور پر گھٹ جاتا ہے۔ شکار کے ختم ہونے کے تھوڑی دیر تک یہ پیچ رکھتے ہیں اس کے بعد ایک ایک پیچ شکار پر سے کھولتے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی زبان کو تازیانہ کے جیسا شکار پر مارتے ہیں۔ اور پھر شکار کو اس کے سر کی طرف سے نگلنا شروع کرتے ہیں اور ساتھ ہی لعاب سے شکار کو تر کرتے جاتے ہیں تاکہ نگلنے میں آسانی ہو۔ بال، پر اور ہڈیاں ہضم نہیں ہوتیں اس لیے فضلہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ اگر کوئی اژدھا کسی بڑے پستانیہ (جیسے

ہرن وغیرہ) جانور کو کھالے تو اسے ہضم کرلے ہیں ایک ہفتہ لگتا ہے۔ مثلاً اکیس فٹ لمبا اژدہا، ایک شتر مرغ، چار چھوٹے کیسہ دار جانور، ایک لگارڈ اور ایک کتا کھالے تو اسے ایک سال میں ہضم کرے گا۔ لیکن ایک درندہ جو اتنا ہی وزن رکھتا ہے اس سے کہیں زیادہ چیزیں ایک سال میں کھا لیتا ہے۔ خود کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے بغیر اژدہے کامل ایک سال کچھ کھائے پئے زندہ رہ سکتے ہیں۔

بوا کنسٹریکٹر BOACONSTRICTOR ساڑھے سولہ فٹ لانبا۔ جنوبی امریکہ کا باسی وینیزولا گوانا، برازیل اور شمال مشرقی پیرو میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس پر پائے جانے والے رنگین نقش و نگار بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرے اژدہوں کے برخلاف یہ اکثر پانی کے پاس نہیں رہتا۔ بلکہ خشکی پر زیادہ وقت گزارتا ہے۔ یہ گڑھوں، ڈھلان، چٹانوں اور درختوں کے کھو میں رہتا ہے۔ اس کی غذا پرندے اور چھوٹے جانور ہیں۔ بعض اوقات گرے پاؤنڈ[1] Grey hound کو بھی نگل جاتا ہے۔ یہ سفید جھوٹ ہے کہ بوا انسانوں کو بھی نگل جاتا ہے۔

اناکنڈا Anaconda سولہ سے چوبیس فٹ تک لمبا ہوتا ہے بعض اوقات 37 فٹ لمبے بھی دیکھے گئے ہیں۔ یہ برازیل، گیانا اور پیرو میں بھی ملتے ہیں۔ ایک اناکنڈا واشنگٹن کے زو میں 28 سال تک زندہ رہا۔ یہ سب سے بڑا ریکارڈ ہے۔ جسم کی بہ نسبت سر پتلا ہوتا ہے۔ اناکنڈا بھی دوسرے اژدہوں کی طرح پانی میں رہنا پسند کرتا ہے۔ اور پانی میں کافی دیر تک ناک بند کر کے رہ سکتا ہے۔ اس کی اصلی غذا تو پرندے اور کترنے والے جانور Rodents ہیں۔ بعض وقت چھوٹے ہرن، چھوٹے ایلیگیٹر اور دوسرے جانور بھی نگل جاتا ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ کسی دریا کے کنارے اژدہے اور ایلیگیٹر Alligator میں گھنٹوں لڑائی ہوئی ہے اور ہمیشہ اس لڑائی کا خاتمہ ایلیگیٹر کی موت پر ہوا ہے۔ اس کے بعد ایلیگیٹر کہاں جائیگا آپ خود سوچ سکتے ہیں۔ ملاپ کے زمانے میں نر عجیب سی تیکھی اور گرجدار سی آواز نکالتے ہیں۔ مادہ اسی سے سو تک انڈے دیتی ہے۔

---

[1] کتے کی ایک قسم

افریقی اژدہا African Python
تمام افریقہ اور صحارا میں رہنے والے اس اژدہے کی لمبائی تیرہ فٹ سے چوبیس فٹ تک پائی جاتی ہے۔
یہ یا تو درختوں پر رہتا ہے یا پھر پانی میں۔ اس کی گزر بسر جنگلی مرغوں پر یا چھوٹے جانوروں پر ہوتی ہے جس میں ہرن بھی شامل ہے۔ یہ جان بوجھ کر بوربچہ Leopard پر حملہ نہیں کرتا اور نہ ہی بوربچہ اژدہے کو چھیڑتا ہے۔ لیکن اتفاقاً دونوں کبھی آپس میں بھڑ ہی جاتے ہیں تو معرکۃ الآرا جنگ چھڑ جاتی ہے اور پھر فیصلہ کسی ایک کی یا دونوں کی موت پر ہوتا ہے۔ افریقی باشندے اسے شکنجے سے پکڑتے ہیں۔ آپ سوال کریں گے کہ وہ اسے پکڑ کر کرتے کیا ہیں؟ اس لیے کہ وہ اژدہے کا گوشت بڑے شوق سے کھاتے ہیں اور اسکی کھال استعمال کرتے ہیں۔ مادہ سو انڈے دیتی ہے اور انہیں سینے کے لیے اس کے اطراف وہ کوائل Coil بنا کر بیٹھ جاتی ہے انڈے "سینے" کے دوران اس کے جسم میں حرارت بڑھ جاتی ہے۔ مادہ کے جسم کی حرارت (20°C) یہ گرد و پیش کی حرارت سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔

ہیرا اژدہا Diamond Python
یہ آسٹریلوی اژدہا آٹھ سے سولہ فٹ تک لانبا ہوتا ہے اور درختوں پر چڑھنے میں ماہر۔ اس کے معنی یہ نہیں یہ خشکی اور پانی میں بالکل بیکار ہو جاتا ہوگا۔ ایسا نہیں ہے۔ اس کے جسم پر ہیرے کی وضع کے نشان ہوتے ہیں۔ اسی کی مناسبت سے اسے یہ نام دیا گیا ہے۔ اس کی غذا پرند اور کترنے والے جانور ہیں خرگوش بھی شوق سے کھاتا ہے۔

ہندوستانی اژدہا Indian Python
11 سے 20 فٹ لانبا ہندوستان / سیلون (سری لنکا) جنوب مشرق ایشیا اور مشرقی چین میں پایا جاتا ہے۔ اسے نم جگہوں پر رہنا زیادہ پسند ہے۔ لیکن بہت سے اژدہے خشک علاقوں میں بھی پائے گئے ہیں۔ پرندوں اور دوسرے پستانیہ جانوروں کے علاوہ ہرن بھی اس کی غذا میں شامل ہیں۔ اس کی مادہ بھی دوسرے اژدہوں کی طرح خود انڈے سیتی ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ یہ کھائے پیے بغیر دو ماہ تک انڈے سیتی ہے۔ رات کے وقت ان انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔ نوزائیدہ بچے 19 سے 25 انچ ہوتے ہیں۔

مضمون ختم کرنے سے پہلے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو سانپ کے زہر کے بارے میں بھی کچھ بتاتا چلوں۔ تو سنیے :-

سانپ کا زہر

زہر کی مقدار، سانپ کی قسم یا ایک ہی قسم کے سانپ میں زہر کے مختلف اثرات میں فرق پایا جانا یقینی ہے۔ اور یہ فرق سانپ کی صحت، غذا، ماحول اور عمر پر منحصر ہوتا ہے۔ ہافکن انسٹی ٹیوٹ بمبئی نے اپنے تجربات سے مختلف سانپوں میں زہر کی حسب ذیل (اوسط) مقدار متعین کی ہے۔ کوبرا میں 150 ملی گرام۔ رسل وائپر میں 20 ملی گرام۔ عام کریٹ میں 20 ملی گرام۔ فورسا 4/5 ملی گرام۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ جب سانپ کسی انسان کو کاٹتا ہے تو زہر کی متذکرہ بالا پوری مقدار اس کے جسم میں داخل کر دیتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ مندرجہ بالا مقدار میں سے خفیف سا زہر خارج کرتا ہے لیکن ابھی تک یہ نہیں معلوم کیا جا سکا کہ یہ " خفیف " سے زہر کی مقدار کتنی ہوتی ہے یعنی سارے زہر کا کتنا حصہ خارج کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے جب بھی کسی " مار گزیدہ " کو ڈاکٹر سے رجوع کرتے ہیں تو وہ احتیاط کے پیش نظر تریاق ANTIVENIN کی زیادہ مقدار کا انجکشن لگاتا ہے۔

اگر ناگ سانپ کے زہر کا ایک قطرہ شریان ARTERY میں داخل ہو جائے تو وہ دل تک پہنچ ہی جاتا ہے۔ زہر جتنی جلدی دل تک پہنچ جائیگا مار گزیدہ اتنی ہی جلدی اللہ کو پیارا ہو جائے گا۔ ناگ کا زہر بہت جلد اثر کرتا ہے۔ سانپ کے زہر کے متعلق ہندوستان کے ایک سائنسداں ڈاکٹر پ۔ جی۔ دیورس) نے بڑی عجیب بات کہی تھی۔ انھوں نے کہا " اگر سانپ آپ کے پاس ہے تو اس کی حفاظت کیجیے اس کا زہر سونے سے زیادہ قیمتی ہے۔ " کیوں سونے سے زیادہ قیمتی ہے؟ اس کی وجہ ڈاکٹر صاحب نے یہ بتائی کہ سرطان Cancer جیسے مہلک اور خطرناک مرض کے علاج کے لیے سانپ کے زہر کی روز بروز مانگ بڑھتی جا رہی ہے۔ زہر کی اس بڑھتی ہوئی مانگ نے سانپ کے زہر کو سونے کی قیمت سے کئی گنا زیادہ کر دیا ہے (ایک گرام زہر Rs 250)

سانپ کے زہر کا رنگ سفید یا زردی مائل ہوتا ہے۔ اس سیال میں تقریباً اسی فیصد پانی اور باقی لحمیات Protiens خمیر اور بعض Cardiotoxin دل کے لیے انتہائی مضر ہوتے ہیں۔ یعنی بعض سے خون گاڑھا ہوتا ہے اور بعض خون کو پتلا کرتے ہیں۔ بعض سانس کے مرکز کو تباہ کر کے عضلات کو مفلوج کر دیتے ہیں اور بعض جبڑوں میں تشنج پیدا کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بعض مار گزیدہ کے منہ سے جھاگ بھی جاری ہو جاتا ہے

ور بعض دماغ پر براست اثر انداز ہوتے ہیں جس کی وجہ سے مریض غنودگی محسوس کرتا ہے۔ زہر کا ذخیرہ غدود کی تھیلی MODIFIED SAUVARY GLANDS میں ہوتا ہے جو

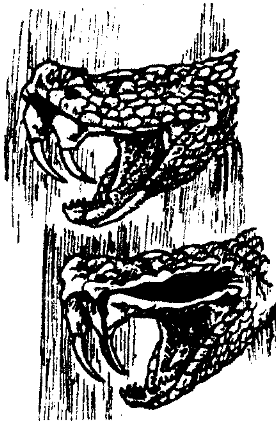

سانپ کا منہ

اور

زہر کی تھیلی

سانپ کے منہ کے اندر اوپری جبڑے میں ہوتی ہے۔ اس تھیلی میں زہر کی اتنی مقدار ہوتی ہے کہ وہ یکے بعد دیگرے دس آدمیوں کو موت کی نیند سلا سکتا ہے۔ یہ زہر تھیلی میں سے غدود کے متحرک ہونے سے کھوکھلے دانت سے پچکاری کی صورت میں نکل کر زخم میں پہنچ جاتا ہے۔

کوبرا اور دیگر زہریلے سانپوں کے زہر کو آنکھ کے امراض دور کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس کو آنکھ کے آپریشن میں خون بند کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ مرض ٹریکوما اور آنکھوں کے پھوڑوں کے لیے اس کو بہت مفید پایا گیا ہے۔

علاج

اگر خدانہ کرے ایسا ہو اور کبھی ایسے خطرناک وقت سے سامنا ہو تو پریشان ہونے کی بجائے مارگزیدہ کو آرام سے لٹائے رکھیے اور ایک مضبوط رسّی کی ڈوری یا رسی سے کاٹے ہوئے مقام سے کچھ اوپر مضبوط باندھ دیجیے تاکہ دل اور ڈسے ہوئے مقام میں دورانِ خون کا تعلق کم سے کم ہو جائے۔ بندش میں آر پار ایک لکڑی کا ٹکڑا کبھی، اسے ٹیگچر کہتے ہیں لگا دینا چاہیے۔ پھر اس کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا۔ لیکن یہ ذہن نشین رہے کہ اس بندش کو اتنی تنگ نہ کردیں کہ دورانِ خون بالکل ہی رک جائے۔ اس سے فارغ ہونے

بحر تزدین (روس) کے ساحل پر "الحنش" قسم کا ایک سانپ ایسا پایا گیا جس کے دو سر تھے۔ یہ سانپ اپنی نوع کے دوسرے سانپوں سے صرف سر کے معاملہ میں مختلف تھا۔ ان دو سروں کے درمیان 30 تا 35 درجہ کا زاویہ بنتا ہے۔ دو سروں کی وجہ سے ان کی چال اور رفتار میں کوئی فرق نظر نہیں آیا۔ روسی ماہرین حیوانات ایکبروف نے کہا کہ اس نوع کے سانپوں میں دو سر والا سانپ ایک تجربہ ہے۔ البتہ بعض لوگوں نے (خرازا) قسم کے دو سر والے سانپ دیکھے ہیں۔

کے بعد ڈاکٹر سے رجوع ہوں۔ ڈاکٹر کے ملنے تک تدبیر ذیل میں سے جو بھی ہو سکے کر ڈالیے۔
(۱) تیز چاقو یا رسی سے زخم کے مقام کو دو انچ لمبا اور آدھا انچ گہرا شگاف لگا کر جتنا ہو سکے خون بہایا جائے یا اس پر سلنگ کپ (خون چوسنے والا پمپ) لگایا جائے یا کوئی شخص خون منہ سے کھینچے (کھینچنے والے شخص کو کوئی نقصان نہیں پہونچتا۔ اگر اندیشہ ہو تو لیموں کا رس ملے پانی یا تمباکو کے پانی سے کلیاں کر لے) اس طرح تھوڑا سا خون نکالنے کے بعد یا تو اس کو داغ دیں یا بارود رکھ کر اڑا دیا جائے۔ پوٹاشیم پرمینگنٹ پانی میں گھول کر (ایک حصہ پوٹاشیم اور ۹۹ حصہ پانی یا کچھ گاڑھا) اس کا انجکشن خون میں پہنچا دیا جائے یا اسی کا سفوف زخم پر اچھی طرح لگا دیا جائے۔ لیموں کا رس پلانے سے بھی مریض کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ نیز بیمار کو قطعی نہ سونے دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے کاربونیٹ آف امونیا کی شیشی سونگھانا چاہیے۔ سوجن کے مقام پر سہلانا اور پیٹ پر گرم پانی کی بوتل پھرانا چاہیے۔ غذا زود ہضم دیں۔ مریض کو خالی پیٹ نہ رہنے دیں۔

دوسرا علاج

آکھ (مدار) کی ملائم کونپلوں کو ہاتھ سے ملیں۔ اس میں تھوڑا سا دودھ ملا کر ایک بڑی سی گولی بنا لیں۔ اس گولی کو پانی کے ساتھ مریض کو آدھ گھنٹے کے وقفہ سے کھلائیں۔ آرام ہوتا جائے تو گھنٹہ گھنٹہ بھر بعد دیں۔ اگر قے ہو جائے تو جلد آرام ہونے کی علامت ہے۔

تیسرا علاج

16 یا 20 تولے شہد مریض کو چٹانا بھی نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔

چوتھا علاج

لہسن پیس کر سداب کے ہمراہ کھلانا اور لیپ کرنا بھی مفید ہے

پانچواں علاج

خالی لہسن یا شراب کے ہمراہ کھلانا اور زخم پر لگانا یا ریٹھے کا کف پلانا بھی مفید ہے۔

ڈائنوسارس

رینگنے والے جانوروں کے حالات اس وقت تک تکمیل کو نہیں پہنچتے جب تک کہ ان کے جد اعلیٰ یعنی "ڈائنوسارس" DINOSAURS کے بارے میں نہ جان لیا جائے۔ کیونکہ روئے زمین

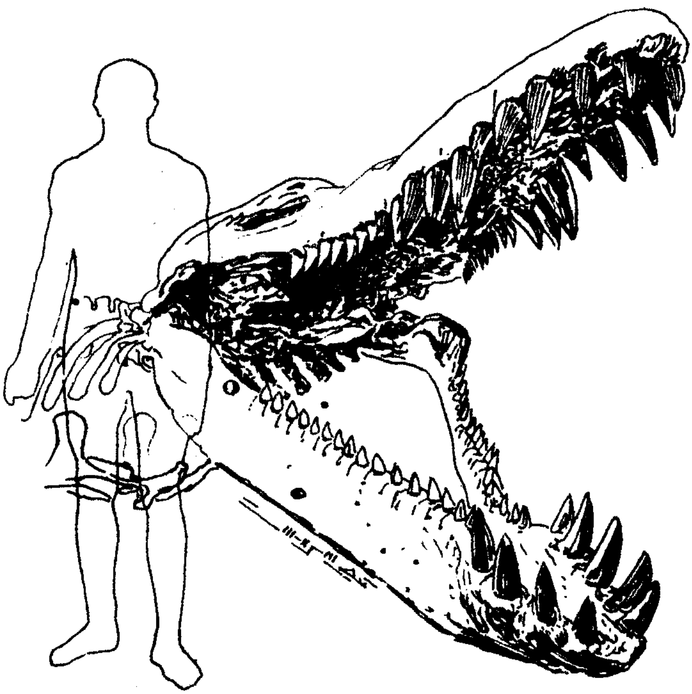

پر رینگنے والے جانوروں کی ابتدا ر ڈائنوسارس ہی سے ہوئی اور وہ رینگنے والے جانوروں میں سب سے زیادہ اونچے پورے تھے۔ کمال تو یہ ہے کہ ڈائنوسارس میں بعض چاروں پیروں پہ چلنے والے بھی تھے لیکن انھیں نام چرندوں کا نہیں بلکہ رینگنے والے جانوروں کا دیا گیا ہے اور انھیں شمار بھی اسی زمرے میں کیا جاتا ہے۔ ڈائنوسارس تمام کے تمام انڈے دینے والے تھے جو رینگنے والے جانوروں کی خصوصیت ہے۔ ان ماقبل تاریخ کے جانوروں کو ڈائنوسارس نام کیوں دیا گیا ہے یہ بھی سن لیجیے:۔ یہ نام دو یونانی الفاظ TERRIBLE (خوفناک) اور LIZARD سے بنا ہے اور یہ نام ان کی جسامت اور ہیبت ناکی کو دیکھتے ہوئے انتہائی موزوں ہے۔ ڈائنوسارس دوسرے رینگنے والے جانوروں جیسے مگرمچھ CROCODILE سانپ SNAKE اور گرگٹ (چھپکلی) LIZARD کی طرح سرد خون COLD-BLOODED تھے۔

ماہرین نے ان جانوروں کے دستیاب شدہ باقیات (آثار متحجرہ) سے جو باتیں اخذ کی ہیں وہ ہماری معلومات میں اضافے کا باعث ہوئی ہیں۔ خیال ہے کہ ان عفریتوں نے سب سے پہلے جرمنی میں جنم لیا۔ اس کے بعد وسطی ایشیا، افریقہ، ہندوستان اور آسٹریلیا تک پھیل گئے ادھر بحر اوقیانوس کے ساحل سے کوہ راکی کو لبیا دطیبو تک ان ہی کی حکمرانی تھی۔ ڈائنوسارسوں نے ابتدا میں خشک علاقوں کو اپنا مسکن بنایا لیکن کچھ عرصہ بعد ان کے جسم بڑھنے لگے اور پھر ایک وقت ایسا بھی آیا ہوگا کہ اپنے اتنے بڑے اور اونچے پورے جسم کو سنبھالنے میں ان کی ٹانگوں کو دشواری ہو رہی ہوگی اور ان میں اتنی قوت نہ رہی کہ اتنے بڑے جسم کو سنبھال سکیں۔ اس لیے انھوں نے مرطوب نشیبی وادیوں میں جہاں جھیلوں کی کثرت تھی۔ رہنا شروع کیا۔ یہ تبدیلی آب و ہوا ان کے لیے انتہائی سازگار یا دوسرے معنوں میں ناسازگار ثابت ہوئی۔ اس لیے کہ اس تبدیلی آب و ہوا کے بعد وہ اور بھی عظیم الشان جسامت تک پہنچ گئے اور اتنے عظیم ہوگئے کہ انھیں اپنے بچاؤ میں بھی دشواری ہونے لگی۔ یہ اس زمینی دور کی بات ہے جب کہ کرۂ ارض موجودہ شکل و صورت نہیں رکھتا تھا بلکہ اس کا بیشتر حصہ سطح تھا اور دنیا کے فلک بوس پہاڑ ہمالیہ اور آلپس عالم وجود میں نہیں آئے تھے۔ اور خشکی کے زیادہ تر حصے سمندر پر قبضہ جمائے ہوئے تھے کیونکہ پہاڑوں سے

کرۂ ارض خالی تھا۔ ۔۔۔ اس لیے تمام دنیا کی آب وہوا تھوڑے سے فرق کے ساتھ یکساں تھی، موسم سرما اور موسم گرما میں صرف ہوتا یہ تھا کہ معمول کے کچھ زیادہ سردی یا گرمی بڑھ جایا کرتی تھی۔ اس زمانے میں جھاڑیاں اور درخت بھی بہت اونچے ہوا کرتے تھے اور پھول دار درخت ابھی عالم وجود میں نہیں آئے تھے۔ اس لیے سارا ماحول گہرے سبز اور سبز رنگ میں ڈوبا ہوا تھا۔

ماہرین کا خیال ہے کہ انسان کو وجود میں آئے صرف تین کروڑ سال ہوئے لیکن آج سے کوئی بیس کروڑ سال پہلے اس دنیا پر ایسے عظیم الجثہ جانوروں کا راج تھا جن کے سامنے آج کا ہاتھی جیسا جسیم شحیم جانور کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ یہ جانور جنھیں ہم نے ڈائنوسارس کا نام دیا ہے، پندرہ کروڑ سال تک حکومت کرتے رہے، اور انسان کے وجود میں آنے سے تین کروڑ سال قبل اپنی بعض کوتاہیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے نیست ونابود ہوگئے۔ ان جانوروں کا ختم ہوجانا ہی انسان کے حق میں سودمند ثابت ہوا۔ اس لیے کہ ان دیوہیکل جانوروں پر قابو پانا ابتدا کے کمزور اور بے بس انسان کے لیے ناممکن ہوتا یا پھر قدرت کو ایسی صورت میں ایک انسان تخلیق کرنا پڑتا جو آج کے انسان سے ہر لحاظ میں مختلف، مضبوط اور مختلف قدآور ہوتا۔

یہ ڈائنوسارس کئی قسم کے تھے۔ بعض بہت معمولی جسامت کے بھی تھے لیکن جو زبردست جسامت کے مالک تھے ان کی بہت دبیز کھال ہوا کرتی تھی اور اکثر مسلح ہوتی تھی۔ ان میں سے بعض گوشت خور تھے اور زیادہ سبزی خور۔ لیکن سب میں ایک بات مشترک تھی۔ وہ یہ کہ سب ہی انڈے دیتے تھے۔

آج تک جو کال ڈھانچے ملے ہیں ان سے اندازہ قائم کیا گیا ہے کہ بعض پیر پر چلنے والے ڈائنوسارس سو فٹ تک لمبے ہوتے تھے اور دو پیروں پر چلنے والے بیس فٹ اونچے تھے۔ ٹیکساس کے دریا کے قریب پائی گئی ہڈیوں وغیرہ سے ماہرین نے اندازہ قائم کیا تھا کہ اس قسم کے جانور تقریباً دس کروڑ سال قبل اس دنیا پر حکمراں تھے۔ ان ہڈیوں کو جوڑ کر انھوں نے اندازہ لگایا کہ یہ سبزی خور جانور تھے جنھیں گوشت خور جانوروں نے زندگی سے موت کی جانب ڈھکیل دیا ہوگا۔ 43 سال قبل یعنی 1937ء میں امریکہ کے ایک مقام میا ورڈ ونگ کی ایک کوئلے کی کان میں ایک ڈائنوسارس کے پانوؤں کے نشان ملے تھے جس

سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کم ازکم پینتیس فٹ اونچا رہا ہوگا۔

یہ جاننے سے قبل کہ ان جانوروں کا وجود اس دنیا سے کس طرح ختم ہوا۔ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قسموں وغیرہ کے بارے میں جان لیا جائے۔ تو آیئے آپ کا تعارف کرادوں۔

آرکی اوپٹرکس ARCHEOPTERYX (AЯK-ee-Op-tevix)

یہ پہلا پرندہ تھا جو عالم وجود میں آیا۔ یہ پردار رینگنے والا جانور REPTILE نظر آتا تھا۔ اس کے لمبی اور وزنی دم تھی اور اس کے پیروں کے سرے پر پنجے تھے۔ یہ اڑنے سے زیادہ عمدگی سے درختوں پر چڑھ سکتا تھا۔

ڈائی میٹروڈان DIMETRODON(Die-metro-don)

یہ رینگنے والا جانور زمین پر زندگی بسر کرتا تھا۔ اس کی پیٹھ پر بڑے لانبے کانٹے ہوا کرتے تھے جس پر جھلی چڑھی ہوئی تھی۔ یہ جھلی اسے گرم موسم میں گرمی سے محفوظ رکھتی تھی۔ یہ گوشت خور جانور پرمیان عہد PERMIAN PERIOD میں رہا کرتا تھا۔ جتنے بھی ماقبل تاریخ Prehistoric Animals کے جانوروں کے دانتوں کا مشاہدہ کیا گیا ہے ان میں اس کے دانت غیر معمولی تھے۔ زیادہ تر رینگنے والے جانوروں کے دانت تقریباً ایک ہی سائز کے ہوا کرتے تھے جیسے موجودہ مگرمچھ کے ہوا کرتے ہیں لیکن اس کے اگلے دانت چھوٹے اور چیر پھاڑ کرنے والے بازو کے دانت بڑے اور آخری دانت پھر چھوٹے ہوتے ہیں۔

اب ا ب آپ کا تعارف ساٹھ، ستر فٹ اونچے برونٹو سارس سے کراتا ہوں جو اپنی لانبی گردن بڑھا کر ایک تیس فٹ اونچے درخت کی شاخوں پر بآسانی منہ مارلیا کرتا ہے۔ ہڈیوں کی لمبائی چوڑائی سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جانور زندگی میں چالیس ٹن وزن رکھتا ہوگا۔ یہ تیر نہیں سکتا تھا لیکن اس کے باوجود زیادہ تر پانی میں رہتا تھا اور پانی ہی میں چل کر پانی کے پودوں پر زندگی بسر کرتا تھا۔ اس کے چھوٹے سر میں صرف ایک پونڈ وزنی دماغ تھا۔ اسی مناسبت سے منہ بھی بہت چھوٹا تھا۔ چمچہ کی وضع کے دانت بیحد کمزور تھے۔

اس کے بچاؤ کا ذریعہ صرف اور صرف پانی تھا۔ اس کے پیر کسی تنے کی طرح مضبوط تھے اسے THUNDER LIZARD کا نام دیا گیا تھا۔

براچیوسارس BRACHIOSAURUS یہ برانٹوسارس سے زیادہ وزنی تھا۔ یہ دیوقد ڈائنوسارس سبزی خور تھا۔ اس کا وزن چالیس، پچاس ٹن تھا۔ یہ اپنے سارے جسم کو پانی میں رکھ کر اسی طرح دیکھتا تھا جیسے ہم آبدوز کشتی میں بیٹھ کر پانی سے اوپر کا نظارہ کرتے ہیں۔ اس سے بھی عجیب اسی کا بھائی ڈائپلوڈوکس DIPLODOCUS تھا۔ یہ اونچا پورا جانور ۹ کروڑ سال قبل شمالی امریکہ میں رہا کرتا تھا۔[1] اس کی لمبائی نوے فٹ اور اونچائی تیس فٹ کے لگ بھگ تھی اس جسامت کا مطلب ہوا پچاس ٹن۔ یعنی اکیلے ڈائپلوڈوکس کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے تو ترازو کے دوسرے پلڑے کو برابر کرنے کے لیے دس ہاتھیوں کو رکھنا ہوگا۔ اتنے بھاری جسم کا بوجھ اٹھانے کے لیے کس قدر مضبوط اور کتنی زبردست ٹانگوں کی ضرورت ہوتی ہوگی۔ اس کا اندازہ آپ بھی لگا سکتے ہیں لیکن حقیقتاً اس کی ٹانگیں اتنی زبردست نہ تھیں۔ اس لیے وہ جھیلوں اور پانی کے علاقوں میں رہا کرتا تھا۔ اس کے سر کا وزن جسم کے وزن کے ایک لاکھویں حصے کے برابر تھا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک اوسط قد و قامت کے انسان کے دھڑ پر ایک مٹر کا دانہ رکھ دیا جائے۔ اتنے بڑے جسم کو اتنا مختصر دماغ کیا کنٹرول کر سکتا ہوگا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے قدرت نے دوسرا ذریعہ عطا کیا تھا۔ اس کے کولہے پر جو ایک ابھرا ہوا نشان ہوتا وہ دوسرے دماغ کا کام انجام دیتا تھا۔ ہوسٹن یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر لگمن جیبن کا خیال ہے کہ اگر ڈائپلوڈوکس کے یہ دوسرا دماغ نہ ہوتا تو اس کے سر سے دم کے حصے تک کسی اچانک حادثے کی اطلاع میں دو سکنڈ درکار ہوتے جو یقیناً اس کی دم کے لیے سخت نقصان دہ ہوتا۔ اس کی دم پچاس فٹ لانبی اور سانپ کی دم کی طرح لچکیلی تھی۔[2]

ٹرائیسرے ٹوپ TRICERATOP یہ نسبتاً اپنے دوسرے ساتھیوں کے نہ صرف قد و قامت میں چھوٹا تھا بلکہ اپنے بچاؤ کے لحاظ سے ان سے زیادہ مضبوط اور خطرناک سینگوں سے لیس تھا یہ سینگیں اس کے سر اور ناک پر ہوا کرتی تھیں۔ جن کی تعداد تین تھی۔ ان سینگوں سے وہ کس

---

[1] اس کا ڈھانچہ WYOMING میں دستیاب ہوا تھا۔

[2] BRONTOSAURUS اور BRACHIOSAURUS DIPLODOCUS جیسے امن پسند اور مضحکہ خیز حد تک پورے جانور روئے زمین پر آج تک پیدا نہیں ہوئے۔

طرح اپنا بچاؤ کرتا تھا یا کس طرح انھیں استعمال کرتا تھا یہ الفاظ میں اتنی عمدگی سے ظاہر نہیں ہوگا جتنا کہ تصویر سے ۔ اسلیے تصویر ملاحظہ فرمالیجیے۔

یہ لمبائی میں تقریباً پینتیس فٹ اور اونچائی میں نوفٹ ہوتا تھا۔ جس کی مادہ نسبتاً کم قد کی ہوتی تھی۔ لیکن بہت بڑے انڈے دیا کرتی تھی۔ خیال ہے کہ شمالی امریکہ میں اس کا وجود ۸ کروڑ سال پہلے تک تھا۔ اس کی گزر بسر سبزی پر تھی ۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کم عقل جانور اپنے بچاؤ کے لیے عقل کس طرح استعمال کریا کرتا تھا۔ جب کہ اس کے ہاتھی کے سر کے برابر سر میں ننھا سا بھیجہ بیل کے بھیجے کے برابر تھا۔ سلاخ بندی میں ٹرائیسرے ٹوپ کا بھی استاد "اسٹیگو سارس" STEGO SAURUS تھا اس کی سلاخ بندی کا اندازہ آپ کو تصویر سے بخوبی ہوجائے گا۔

اس کی پیٹھ پر تیز اور سپاٹ تختیوں کی دہری قطار ہوا کرتی تھی جو اپنے دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے کافی تھی۔ اور دم کے آخر میں سخت ہڈیوں کے بڑے بڑے اور نوک دار چاقو دشمنوں کے لیے موت کا گواڑ تھے۔ اتنی ساری جسمانی خوبیوں کے دیکھنے کے بعد اس کی عقل کا اندازہ ہوجاتا ہے کہ یہ اس معاملہ میں کتنا قابل رحم تھا۔ یہ چھ ٹن وزنی جسم رکھنے والے اس جسیم جانور کے حصے میں حد سے چھوٹا دماغ آیا تھا یعنی صرف ڈھائی اونس (یعنی ۱¼ چھٹانک) اسٹیگو سارس کا دماغ اس کے جسم کے مقابلہ میں ایسا ہی تھا جیسے موجودہ ہاتھی کو چڑیا کے انڈے کے برابر دماغ ملے ۔ اسے اور برانٹو سارس کو قدرت نے انھیں دم اور پچھلے پیروں کو کنٹرول کرنے کے لیے ایک اور دماغ عطا کیا تھا جو اصل دماغ سے بڑا تھا۔

سلاخ بندی کی آخری حدوں پر اسٹیگو سارس نظر آتا ہے اسے اگر چلتا پھرتا قلعہ کہیں تو غلط نہ ہوگا۔ یہ جانور ۹ کروڑ سال قبل کناڈا میں پایا جاتا تھا۔

اور ظالموں کے شہنشاہ KING OF THE TYRANISO

اب ایک زبردست گوشت خور ڈائنو سارس کا حال بھی سن لیجیے جسے ٹائرینو سارس کہتے کہتے ہیں TYRANNO SAURUS ۔ شاید ہی اس سے زبردست گوشت خور جانور زمین پر کبھی پیدا ہو۔ اس کے زبردست جسم کو دو بڑے موٹے اور کسی تنے کی طرح مضبوط پیر اٹھائے رہتے ہیں۔ اس کے خطرناک اور خمدار ناخنوں سے سجے ہوئے پنجوں میں دوسرے جانوروں کی موت پلتی تھی۔ بھاری اور لمبی دم جسم کے توازن کو برقرار رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی تھی۔ اگلے پیر اس حد تک کمزور اور چھوٹے تھے کہ ان کا مصرف کیا تھا سمجھ سے

باہر ہے۔ اس کی لمبائی پینتالیس فٹ تھی اور اونچائی اٹھارہ فٹ۔ اس کا سر چار فٹ اور خنجر کی طرح تیز دانت چھ انچ لمبے تھے۔ اس کے زبردست محافظ یہی دانت اور پنجے تھے۔ اس وقت تک کوئی جانور ایسا پیدا نہیں ہوا تھا جو اسے خوفزدہ یا ختم کر سکے۔ چنانچہ اس کی نسل ناپید ہونے تک اسی کی حکمرانی تھی۔

الوسارس ALLOSAURUS اسے آپ ٹائیرینوسارس کا مختصر ایڈیشن کہہ سکتے ہیں۔ یہ صرف پینتیس فٹ لمبا ہوتا تھا۔ اس کے اگلے پیر ٹائیرینوسارس کے اگلے پیروں کی بہ نسبت زیادہ بڑے تھے۔ یہ تھا بھی بڑا پھرتیلا اور خطرناک۔ اس مخلوق کے دو FOSSILS امریکہ میں دستیاب ہوئے تھے۔

اِگوانوڈان IGUANODON ترتیب کے لحاظ سے مجھے اس ڈائنوسارس کو پہلا مقام دینا چاہیے تھا کیونکہ یہی وہ ڈائنوسارس ہے جو سب سے پہلی مرتبہ دریافت ہوا یعنی اسی کی باقیات fossils ملے تھے۔ اس کے دانت 18.32 میں کھدائی کے دوران دستیاب ہوئے تھے اس کی تھوتھنی پرندوں میں بھی طوطے جیسی تھی۔ اس کی گزر بسر کا واحد ذریعہ درخت اور پتے تھے۔

ٹراچوڈان TRACHODON اسے چونچ عفریت DUCK-BILLED DINOS AUR بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کی تھوتھنی، بط کی چونچ جیسی تھی۔ گمان غالب ہے کہ اس کے کمزور اور چھوٹے چھوٹے دانت صرف سمندری گھاس اور الگی کھانے کے لیے تھے۔

روئے زمین پر جس زمانے میں متذکرہ بالا جانور ڈائینوسارس حکمرانی کر رہے تھے اسی زمانے میں سمندر کے اندر حسب ذیل ڈائینوسارس دہشت کا بازار گرم کیے ہوئے تھے۔ بس یہ بات بتاتا چلوں کہ سمندر میں جو ڈائنوسارس تھے ان کا تعلق بھی Reptiles اور Cold Blooded جانوروں سے تھا۔ ان میں بعض انتہائی بڑے، ایسے بڑے اور زبردست جیسے کہ موجودہ زمانے کا وہیل GREAT WHALS اس کی سب سے اچھی مثال میسوزوآئک MESOZOIC عہد کا اِچتھایوسارس ICHTHYOSAURS ہے۔ پہلے سنیئے

ایلاسموساورس ELASMOSAURUS بڑا ہی عجیب وغریب۔ گردن بیس فٹ لانبی جسم گنبد نما اور بڑے چپو جیسے ہاتھ۔ جو اسے تیرنے میں مدد دیتے تھے۔

ٹائرانوسارس کے خنجر جیسے دانتوں کے
آگے سبزی خور ڈائنوسارس کا حشر

اسٹیگوسارس

کرونوساورس KRONOSAURUS یہ بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتا تھا لیکن اس کی گردن اتنی چھوٹی کہ نہیں کے برابر اور انتہائی بڑا سر۔ سرکتنا بڑا ہوگا اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ اس کی کھوپڑی جو دستیاب ہوئی ہے وہ دس فٹ لمبی تھی۔

اچتھایوسارس ICHTHYOSAURS اس نام کے معنی ہیں مچھلی نما عفریت FISH-REPTILE- یہ تھا بھی مچھلی سے بیحد ملتا جلتا۔ اگر اس کا نام بتائے بغیر آپ کے سامنے اس کی تصویر رکھ دیں تو آپ اسے بہت ہی لانبے منہ کی مچھلی ہی کہیں گے ۔۔۔۔۔۔ اس کی دم TWO-LOBED اور عمودی تھی۔ جیسی کہ مچھلی کی دم ہوتی ہے۔ یہ لوب LOBES پر گوشت تھے۔ اور ریڑھ کی ہڈی لانبی ہوکر دم تک چلی گئی تھی۔

مُساساورس MOSASAURUS حقیقتاً یہ بڑا بھیانک اور بڑا سمندری گرگٹ تھا لمبائی پچاس فٹ۔ یہ سمندری عفریت کریٹشی یس CRETACEOUS عہد کے اواخر میں پنپنا شروع ہوا۔ جب کہ دوسرے دیوقامت عفریت معدوم ہوتے جارہے تھے۔

آخر میں ایک بات سوالیہ نشان بن کر ابھرتی ہے کہ یہ خطرناک جانور سطح زمین سے کس طرح ختم ہوگئے؟ یہ بات آج تک پردۂ راز میں ہے۔ یہاں ماہرین نے قیاسات سے کام لیا ہے ایک تو یہ ڈائینوسارس سرد خون رکھتے تھے اور جسمانی حرارت کو قابو میں رکھنے کے لیے ان کے جسم میں کوئی اندرونی میکانزم نہیں تھا۔ اس لیے انھیں مجبوراً اپنے ماحول سے حرارت حاصل کرنا پڑتا تھا۔ اگر درجۂ حرارت بہت کم ہوجاتا تو بھاگ دوڑ کرکے خود میں گرمی پیدا نہیں کرسکتے تھے اور گرمی بڑھ جاتی تو دوسرے چھوٹے جانوروں کی طرح زمین میں گھس بھی نہیں سکتے تھے۔ دوسرا خیال یہ ہے کہ دنیا کی فضا میں یکایک تبدیلی آگئی اور کرۂ ارض زیادہ گرم ہوگیا۔ چونکہ ان جانوروں کے شہوانی غدود حد درجہ حساس تھے اس لیے گرمی نے ان پر خراب اثر ڈالا ہوگا یا اس کے برخلاف دنیا بہت ٹھنڈی ہوتی چلی گئی جس کی وجہ سے یہ زیادہ سست ہوگئے اور بھوکوں مرنا ان کا مقدر بن گیا ہوگا۔

اور ایک خیال یہ ہے کہ دوسرے چھوٹے جانوروں نے ڈائینوسارس کے انڈوں پر گزارہ کیا ہوگا اور اس طرح ان کی نسل محدود ہوکر ختم ہوگئی یعنی انڈے دینا ہی ان کے نابود ہونے کی

ایک وجہ تھی۔

ان عفریتوں کے بارے میں ان باتوں کو بھی قطعی نہیں کہا جا سکتا اس لیے کہ پروفیسر جیبسن کا خیال ہے کہ ڈائینوسارس کے بارے میں مزید معلومات کی توقع ہے۔

جانوروں کی تاریخ میں سب سے پہلے جو پستانیہ (دودھ پلانے والے) جانور کا ذکر ہمیں ملتا ہے وہ "جوراسک عہد" JURASSIC PERIOD میں پایا جاتا ہے۔ وہ قد و قامت میں چوہے کے برابر تھا۔ ان کا یہ مختصر ترین دشمن اپنی بقا اور ڈائینوسارس کی فنا کا باعث اس طرح بنا کہ ڈائینوسارس جیسے اونچے پورے جانور اسے کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے تھے یا ان جیسے لحیم شحیم اور سست جانور کا اس چھوٹے پھرتیلے جانور کو مارنا محال تھا اور وہ اپنے ٹھگنے پن کے ساتھ دندناتا پھرتا اور ان کے انڈے چٹ کر کے ان کی نسل کو ختم کرتا رہا۔ اس کو ٹیرشاٹری عہد[1] TERTYARY PERIOD میں اہمیت دی جانے لگی جب کہ بہت دیر ہو چکی تھی جب کہ اس عہد میں عام طور پر پستانیہ MAMMAL جانور پیدا ہونے لگے تھے جن کے بچوں کو کھا جانا صرف درندوں کا کام تھا نہ کہ ایسے چھوٹے موٹے جانوروں کا چنانچہ ڈائینوسارس کے ختم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے۔

ڈائینوسار انڈے سے برآمد ہوتے ہوئے

---

[1] اسی عہد کی پیداوار گھوڑا ہے اور اس عہد کے بعد برفانی عہد کا آغاز ہوا۔

چند اور رینگنے والے جانور

چند رینگنے والے جانور REPTILE ایسے ہیں جن کے ذکر کے بغیر رینگنے والے جانوروں کا بیان ادھورا رہ جائے گا۔ ویسے تو رینگنے والے جانور بے شمار ہیں لیکن میں جن چند Reptiles کا ذکر کر رہا ہوں۔ وہ ہیں "کاموڈو مانیٹر KOMODO MONITOR گیلا عفریت GILA MONST OR

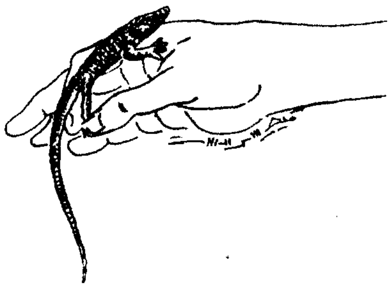

ڈیڈ لیزرڈ DEADED LIZARD لینین اگوانا LINNEAN IGUANA
دو دھاری مانیٹر TWO-BANDED MONITOR جھالر والا گرگٹ FRILLED LIZARD
بحری اگوانا MARINE IGUANA اڑنے والا جیکو FLYING GECKO
اور ٹواٹارا TUATARA

پہلے سنیے کاموڈو مانیٹر KOMODO MONITOR کے متعلق، آپ سوچ رہے ہوں گے

کہ گرگٹوں LIZARDS کی دو ہزار پانچ سو قسموں میں سے کاموڈو ڈریگن کو اتنی اہمیت کیوں دی جا رہی ہے۔ آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ اس موجودہ دنیا میں بھی ڈائینوسارس کا ایک نمائندہ باقی ہے۔ کاموڈو ڈراگن روئے زمین پر رینگنے والے جانوروں میں سے سب سے بڑا ہے۔ اس ڈراگن کی لمبائی دس سے بارہ فٹ تک ہوتی ہے۔ بعض اوقات یہ پندرہ فٹ لانبے بھی ملے ہیں۔ یہ گوشت خور جانور انڈونیشیا میں جاوا کے مقام پر پایا جاتا ہے۔ ابتدا میں جب لوگوں نے اتنا بڑا گرگٹ دیکھا تو بیحد خوف زدہ ہوئے اور اس کے بارے میں من گھڑت کہانیاں گھڑ دیں کہ وہ آگ اگلتا ہے اور پیشاب کرتا ہے تو آگ لگ جاتی ہے وغیرہ۔ جو سراسر غلط ہے لیکن اس حقیقت میں کہانی یا قصہ کا عنصر قطعی نہیں ہے کہ وہ بچھڑ بکری، حتٰی کہ سور تک کا شکار کر لیتا ہے۔ یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ کاموڈو ڈراگن کو بغیر چھیڑے یا غصہ دلائے اس آدمی پر حملہ کر دیا ہو۔ وہ خود بھی انسان سے دور ہی رہنا پسند کرتا ہے۔

اس کا وزن دو صحت مند آدمیوں کے برابر یعنی دو سو نوے پونڈ ہوتا ہے۔ اسے سب سے پہلے ۱۹۱۰ء میں دیکھا گیا تھا۔ اور اس کی کھال پہلی بار ۱۹۲۳ء میں یورپ لائی گئی تھی اور اسے پہلی مرتبہ ۱۹۲۶ء میں زندہ کے لیے پکڑا گیا تھا۔ اسی سال سے اس کی حفاظت کی جانے لگی۔ کیونکہ اس کی کھال فیشن ایبل حضرات پسند کرنے لگے تھے۔ یہ حقیقت میں ایک زمینی جانور ہے لیکن ضرورت پڑ جائے تو نہ صرف تیر سکتا ہے بلکہ غوطے بھی لگاتا ہے۔ یہ اپنی راتیں گزارنے کے لیے زمین میں گڑھے کھود کر اس میں چھپا رہتا ہے اور دن میں شکار کی غرض سے ان گڑھوں سے نکل آتے ہیں۔ یہ اتنا لامبا چوڑا اور وزنی ہونے کے باوجود بہت تیز دوڑ سکتا ہے۔ اس کا پیٹ جو ہمیشہ زمین سے تقریباً لگا رہتا ہے۔ دوڑتے وقت زمین سے الگ ہو جاتا ہے۔

گیلا عفریت GILA MONSTER اس نوع کی صرف دو قسمیں پائی جاتی ہیں اور یہی دنیا کی واحد زہریلی چھپکلیاں (یا گرگٹ)، ہیں

اس کے اوپری اور نچلے حصے میں مڑے ہوئے دس دانت پائے جاتے ہیں جن کا تعلق زہریلے غدود

ؔ جاوا میں اٹھارہ میل لانبا اور بارہ فٹ چوڑا ایک جزیرہ ہے جسے کاموڈو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ ڈراگن وہیں پایا جاتا ہے اس لیے یہ نام دیا گیا۔

فلائنگ لی زرڈ

کاماڈو ڈراگن
(دنیا کی سب سے بڑی چھپکلی)

سے نہیں ہوتا۔ اس کے زہریلے دانت سانپ کے زہریلے دانتوں FANGS سے مشابہہ ہوتے ہیں۔ اس کے زہریلے غدود برخلاف سانپ کے، نچلے جبڑے ہوتے ہیں۔ اس کا بدوضع جسم ناٹا اور سر چپٹا، دم موٹی اور لمبائی میں جسم سے کچھ ہی چھوٹی ہوتی تھی۔ اس انیس رتا بائیس، انچ لانبے عفریت کو یہ نام امیزان کے صحرا گیلا کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے۔ یہ جنوب مغربی امریکہ اور میکسیکو میں پایا جاتا ہے اس کے جسم پر نیم کروی فلس SCALES ہوتے ہیں جو موتیوں کے مشابہہ ہوتے ہیں۔ اس کا رنگ گہرا بھورا اور اس پر بے ترتیب گلابی رنگ کے دھبے ہوتے ہیں۔ یہ گلابی دھبے جو ان گیلا مونسٹر پر بہت نمایاں ہوتے ہیں اور عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ یہ دھبے کم ہوتے ہیں رنگوں کے اس امتزاج کے باوجود آنکھوں کو بھلا معلوم نہیں ہوتا بلکہ اسے دیکھنے کے بعد کراہیت کا احساس ہوتا ہے۔

یہ بھی دن کا زیادہ حصہ گڑھے کھود کر اس میں گزار دیتا ہے اور شام ہوتے ہی شکار کے لیے باہر نکل آتا ہے۔ گیلا عفریت، کیڑے مکوڑے، کیچوے EARTH WORM مینڈک، چوہے اور چڑیاں وغیرہ کھاتا ہے۔ یہ کریہہ عفریت چڑیوں اور دوسرے رینگنے والے جانوروں کے انڈے بہت شوق سے کھاتا ہے۔ یہ بھی دوسرے رینگنے والے جانوروں کی طرح بو اور مزے پر شکار کرتا ہے۔ ماہ جولائی ان کے ملاپ کا زمانہ ہوتا ہے اور اس ماہ کے آخر میں مادہ تین سے پندرہ تک زردی مائل خاکی انڈے دیتی ہے اور انھیں ریت میں دبا دیتی ہے تاکہ HATCH ہونے کے بعد بچے نکل آئیں۔ جب انھیں چھیڑا جاتا ہے تو یہ اپنے منہ سے سفید اور زہریلا جھاگ اڑاتے ہیں جو اس کے زہریلے غدود سے خارج ہوتا ہے۔ یہ زہر چھوٹے جانوروں کے لیے انتہائی مہلک ہوتا ہے۔ ایک اور عفریت کے بارے میں بھی سن لیجیے۔ یہ ہے:

بیڈڈ گرگٹ BEADEDLIZARD یہ بھی ان ہی علاقوں میں پایا جاتا ہے جہاں کہ گیلا مونسٹر دہشت پھیلائے ہوئے ہے۔ گیلا سے یہ کسی قدر بڑا ہوتا ہے اور اس کے جسم پر پیلے دھبے پائے جاتے ہیں۔ یہاں ایک بات صاف کر دوں کہ BEARDED LIZARD کو بیڈڈ سے غلط ملط کر کے برڈڈ لیزرڈ جیسے بے ضرر گرگٹ کو زہریلا نہ سمجھ بیٹھیے یہ آسٹریلیا میں پایا جاتا ہے۔ بیڈڈ اور گیلا کے زہر میں اتنی قوت ہوتی ہے کہ وہ ایک اچھے بھلے آدمی کو موت کی نیند سلا سکتے ہیں۔

گیلا مونسٹر جیسا بے ڈول اور سست گرگٹ کاٹتا انتہائی تیزی سے ہے اور اپنے سر کو

موڑتا ہے۔ برسبیل تذکرہ یہ بھی بتادوں کہ چند LIZARD ظاہری طور پر بالکل سانپ دکھائی دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے پاؤں نہیں ہوتے اور یہ سانپ کی طرح لانبے اور پائپ کی مانند ہوتے ہیں لیکن تمام خصوصیات گرگٹ کی پائی جاتی ہیں۔

زہریلے سانپوں اور LIZARDS کے SALIVARY GLANDS بےحد تکمیل پائے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ زہر تیار کرنے والے عضو میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔ سانپ اور دوسرے LIZARDS جو اپنے جسم کی موٹائی سے بہت موٹے شکار کو آسانی سے نگل سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے منہ سے ایک چکنا مادہ نکلتا رہتا ہے جو شکار کو نگلنے میں مدد دیتا ہے۔

اب ان قابل ذکر لیکن غیر زہریلے گرگٹوں LIZARDS کا حال بھی سن لیجیے :-

دودھاری مانیٹر TWO-BANDED MONITOR

یہ اپنے بڑے بھائی کاموڈو مانیٹر سے کچھ ہی چھوٹا یعنی 85 تا 105 انچ تک لانبا ہوتا ہے اس کا وطن سیلون (سری لنکا)، جنوب مشرقی ایشیا، جنوبی چین، انڈونیشیا اور فلپائن ہے۔ اس کے جسم کے اوپری حصہ پر گول دھبے ہوتے ہیں۔ یہ اپنا زیادہ وقت پانی کے قریب یا پانی کے اندر گزارتا ہے۔ اتنا وزنی اور لانبا ہونے کے باوجود درختوں کی ان شاخوں پر جو پانی پر جھکی رہتی ہیں چڑھا رہتا ہے تاکہ نیچے سے گزرتی ہوئی مچھلی کو غوطہ دے کر دبوچ سکے۔ یہ بھی چھوٹے پستانیہ جانور، پرندے، کچھوے اور مینڈک وغیرہ کھاتا ہے لیکن اس کا من بھاتا کھانا چڑیوں اور دوسرے گرگٹوں کے انڈے ہیں۔ ان انڈوں کو یہ اپنے ہونٹوں سے بہت مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے اور سالم نگل جاتا ہے۔ یہ اپنے انڈے کسی پرانے درخت کے کھوکھلے حصے میں دیتا ہے۔ یہ چھوٹے جانوروں کو کاٹتا، اپنی طاقت ور دم سے کوڑے کی طرح مارتا اور پھر اپنے مضبوط، سخت اور مڑے ہوئے پنجوں سے چیر ڈالتا ہے۔

لینئین اگوانا LINNEAN IGUANA

اس کی تصویر دیکھتے ہی آپ کا ذہن ماقبل تاریخ کے جانوروں کی طرف چلا جائے گا۔ کیونکہ اس کی پیٹھ پر قطار میں لگی برچھیاں ہمیں ڈائینوسارس کی یاد دلاتی ہیں۔ یہ جنوبی امریکہ میں پایا جاتا ہے۔ ایسا بھیانک جانور جسے دیکھ کر ہم ڈر جائیں۔ آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ وہاں کے لوگ نہ صرف اس کے انڈے کھاتے ہیں بلکہ اسے بھی کھا جاتے ہیں۔ جب یہ خوف زدہ ہوتے ہیں تو اپنا

سر اور پھر سارا جسم پانی میں ڈبو دیتے ہیں۔

لیکن اگوانا زیادہ تر ان درختوں کی شاخوں پر رہتے ہیں جو پانی پر جھولتی رہتی ہیں۔ انھیں آپ عمدہ تیراک کہہ سکتے ہیں۔ غذا کی تلاش میں یہ صرف شام کے وقت زمین پر آتے ہیں۔ مادہ اپریل کے مہینے میں اکیس سے چوبیس تک انڈے دیتی ہے جس کا چھلکا چکنا ہوتا ہے۔ مادہ انھیں ریت میں دبا دیتی ہے۔

بحری اگوانا MARINE IGUANA یہ چار، ساڑھے چار فٹ لانبے گرگٹ گلاپگوس کے جزیروں GALAPAGOS ISLAND میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ گرگٹ کی یہ واحد قسم ہے جس کی گزر بسر سمندری گھاس پر ہے۔ یہ بتانے کی شاید ضرورت نہیں یہ بہترین تیراک ہوتا ہے۔ خالی اوقات میں یہ ساحل سمندر کی چٹانوں پر پڑے رہتے ہیں۔ چٹانوں کے قریب ریت پر مادہ چھ سے آٹھ تک انڈے دیتی ہے۔

جھالر والا گرگٹ FRILLED LIZARD منہ سے دم کی نوک تک اکتیس انچ اور دم۔ دم جسم سے دوگنی لانبی یعنی اکیس انچ۔ یہ شمالی آسٹریلیا کے تمام علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے سر کے پچھلے حصے پر باریک جلد کی جھالر لگی رہتی ہے۔ جس کے اندر مرمری ہڈی کرنوں کی طرح پھیلی رہتی ہے۔ جب یہ خوفزدہ یا مشتعل ہوتا ہے تو اسے چھتری کی طرح پھیلا لیتا ہے۔ عام حالات میں یہ جھالر تہہ کی ہوئی سر کے پچھلے حصے پر پڑی رہتی ہے۔ اس جھالر کا قطر پانچ ہوتا ہے۔ یہ اپنے پچھلے پیروں اور دم کی مدد سے بہت تیز دوڑتا ہے اور تیس فٹ لانبی چھلانگ لگا سکتا ہے۔ جب یہ دوڑتا ہے تو ڈائنوسارس کی یاد تازہ کر دیتا ہے۔

اڑنے والا جیکو FLYING GECKO یہ ساڑھے سات انچ لامبا اڑنے والا جیکو جنوب مشرقی ایشیا، بورینو، جاوا اور سماٹرا میں پایا جاتا ہے۔ عام حالات میں یہ اپنی باریک جلد کو سر، جسم اور دم کے دونوں جانب سمیٹے رکھتا ہے۔ جب ضرورت ہو وہ اسے پیراشوٹ کی طرح استعمال کر لیتا ہے اور ایک درخت سے دوسرے درخت تک رسی کے ذریعے اڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔

ٹواٹارا TUATARA یہ واحد گرگٹ نما ریپٹائل LIZARD-LIKE REPTILE ہے جسے زندہ باقیات LIVING FOSSILS کہا جاتا ہے۔

شاید آپ یقین نہ کریں کہ ماہرین حیوانیات ZOOLOGIST اسے ڈائینوسارس گروہ کا رشتہ دار قرار دیتے ہیں کیونکہ اس کا تعلق MESOZOIC ERA سے ہے اور سب سے دلچسپ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ کروڑوں سال کا طویل ترین زمانہ بھی اس کی ظاہری ساخت میں کوئی تبدیلی نہ لا سکا۔ اس زندہ باقیات کو نیوزی لینڈ کے ایک جزیرے کے ساحل پر آج سے صرف 46 سال پہلے 1938ء میں دریافت کیا گیا تھا۔ آج کی اندرونی ساخت میں اس عہد کے جانوروں کی سی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ اس کی ہڈیاں ڈائینوسارس کی طرح کناروں پر مقعر CONCAVE ہوتی ہیں۔ تعجب تو اس بات پر ہوتا ہے کہ اس کے جسمانی نظام میں وہ کیا خصوصیت یا صلاحیت تھی کہ اسے کروڑہا سال کا زمانہ بھی وجود سے عدم کی طرف ڈھکیل نہ سکا۔

یہ بھی دوسرے رینگنے والے جانوروں کی طرح سارا دن گڑھوں میں چھپا رہتا ہے اور شام ہوتے ہی باہر نکل آتا ہے۔ بعض اوقات شدید گرمایا سرما سے بچنے کے لیے اسے گرما خوابی یا سرما خوابی گزارنے پر مجبور ہو جانا پڑتا ہے۔ کیڑے مکوڑے، لاروا، کیچوے WORMS اور مینڈک وغیرہ پر یہ زندگی گزارتا ہے۔ موسم بہار میں مادہ آٹھ سے بارہ تک انڈے دے کر اسے کسی گڑھے میں چھپا دیتی ہے جو ایک سال تک HATCH ہوتے رہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ رینگنے والے جانوروں میں HATCHING کا یہ سب سے طویل زمانہ ہے۔ رلوٹارا 1870ء سے پہلے تک شمالی جزیرے میں رہا کرتے تھے لیکن جب ان کا قلع قمع کیا جانے لگا اور سور، کتے اور بلیاں انھیں چٹ کرنے لگے تو مجبوراً انھیں وہاں سے بھاگنا پڑا۔ لیکن بعد میں انھیں مارنا قانوناً جرم قرار دے دیا گیا۔

ہرزہ سرائی

(جو قابلِ شنیدن ہے)

حضرت انسان کی پیدائش کے بعد سے روئے زمین پر بہت معمولی سی تبدیلیاں ہوئی ہیں پہلے کھلی میدانوں پہ گھاس کا فرش اسی طرح بچھا ہوا تھا۔ پرندے اسی طرح چہچہانے پھرتے تھے۔ اسی طرح سمندروں میں مچھلیاں تیرتی رہتی تھیں۔ لیکن حضرت انسان کی تاریخ کی بہ نسبت کرۂ زمین کی تاریخ بہت پرانی ہے۔

کرۂ زمین کی پوری تاریخ کو اگر گھڑی کے چوبیس گھنٹوں سے تعبیر کریں تو انسان کا ظہور درمیانی رات کے $\frac{1}{4}$ منٹ میں ہوا (فیگر) انسانی وجود سے کروڑہا سال قبل کرۂ زمین غیر معمولی تبدیلیوں سے دوچار ہو چکی تھی۔ وہ ابتدا میں انتہائی گرم اور سرخ پگھلی ہوئی چٹانوں کا دہکتا ہوا گولہ تھی۔ پھر رفتہ رفتہ سرد ہوتی گئی اور پگھلی ہوئی چٹانوں کے اوپر ٹھوس چٹانیں بننے لگیں۔ مدت دراز کے بعد اوپری ٹھوس چٹانوں کے جگہ جگہ چاک کر کے پگھلی ہوئی چٹانیں (لاوا) تہہ سے اوپر آئیں۔ بالکل آج کے آتش فشانوں کی طرح۔

جب چٹانوں کی سطحیں بالکل سرد ہو گئیں تو سمندر سے پانی آکر ان پر جمع ہونے لگا۔ اور کرۂ زمین بہت کچھ ایسی ہی نظر آنے لگی جیسے کہ ہم دیکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود عرصہ دراز تک زمین درختوں اور جانوروں وغیرہ سے محروم رہی۔ کرۂ زمین کی تاریخ کے چوبیس گھنٹوں میں جاندار اجسام صرف 8P.M میں عالم ظہور میں آئے۔ یہ تمام جاندار چکنے جسم کے مالک تھے اور سمندر ان کا مسکن۔ پرندے 10P.M. تک وجود میں نہیں آئے تھے۔ اور گھاس اس کے بعد یعنی 11P.M. میں ظاہر ہوئی۔

جب سرد لاوا سے پہلی چٹان بن گئی اس کے بعد ہی پانی، ہوا اور برف انھیں نیچے

کی جانب دبانے لگے۔ رہی سہی کمی کو طوفان اور دریاؤں نے اس طرح پورا کر دیا کہ ان چٹانوں کے ٹکڑوں کو بہا کر جھیلوں اور سمندروں کی تہہ میں پہنچا دیا۔ رفتہ رفتہ چٹانوں کے یہ ٹکڑے ایک دوسرے کو دبا کر سخت اور ایک دوسرے کے ہم جان ہوتے گئے اور پھر سمندر کی تہہ میں چٹانیں سر ابھارنے لگیں۔ یہ سلسلہ ازل سے جاری ہے۔ ماہرین طبقات الارض GEOLOGIST ان پرتوں کو کتاب کے اوراق سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ اصول طور پر چٹان کی نچلی پرت قدیم اور اوپری پرت جدید سمجھی جاتی ہے اور ہوتا بھی یہی ہے لیکن سمندر کے اندر کی چٹانوں پر یہ اصول مکمل طور پر منطبق نہیں ہوتا کیونکہ اندر ہونے والی اتھل پتھل انھیں اتھل پتھل کرتی رہتی ہے۔ جس کے نتیجے میں اوپر کی تہیں نیچے اور نیچے کی اوپر چلی جاتی ہیں۔ ایسی چٹانیں فوسل FOSSIL کو اچھی حالت میں نہیں رکھتیں۔ جو کچھ فوسل (باقیات) ہمیں صحیح حالت میں دستیاب ہوئے ہیں وہ خشکی پر۔ عہد عتیق سے آج تک اور آنے والے زمانے میں بھی فوسل پر کام ہوتا رہے گا اور نئی نئی باتیں عالم ظہور میں آتی رہیں گی۔ ڈائنوسارس DINOSAURS کے متعلق ہمیں جتنی بھی معلومات ہوئی ہیں وہ انہی باقیات FOSSILS کی بدولت۔

جوراسک عہد JURASSIC میں مگرمچھ کا جد اعلیٰ پیدا ہو چکا تھا۔ جس کی تھوتھنی انتہائی لانبی تھی (فیگر) یہ سمندر میں رہتا تھا اور کبھی کبھی ساحل پر آجاتا تھا۔ کچھوے اور سانپ نسبتاً بور کی پیداوار ہیں۔

سانپ ایسے REPTILES ہیں جن کے پاؤں نہیں ہوتے البتہ بہت سی پسلیاں ہوتی ہیں جنھیں وہ حرکت میں لاکر خود حرکت کرتے ہیں۔ سانپ کے نہ تو کان ہوتے ہیں اور نہ ہی آنکھوں پر سپوٹے ہوتے ہیں۔ اس کی بغیر پلکوں کی آنکھوں کی حفاظت ایک بہت باریک اور شفاف جھلی کرتی ہے۔

سانپ بھی مینڈک کی طرح سانس لینے کے لیے پھیپھڑے استعمال کرتے ہیں لیکن یہ مینڈک کی طرح پانی کے اندر اپنی جلد سے سانس نہیں لے سکتے۔

دوسرے تمام رینگنے والے جانوروں کی طرح سانپ بھی سرد خون COLD-BLOODED رکھتے ہیں۔ وہ اپنے اطراف کے ماحول سے خود کی حرارت پر کنٹرول رکھتے ہیں لیکن شدید سرد یا گرم موسم کو جھیلنے کی ان میں صلاحیت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ سانپ انتہائی سرد یا گرم موسم میں سرما خوابی اور گرما خوابی گزارتے ہیں

دنیا میں تقریباً دو ہزار پانچ سو قسموں کے سانپ پائے جاتے ہیں۔ جن میں صرف دو سو سانپ انتہائی زہریلے پائے جاتے ہیں۔ بارہ سانپوں میں صرف ایک زہریلا ہوتا ہے جس کے کاٹنے سے انسان کی جان جاتی ہے۔ باقی تو صرف خوف سے مرجاتے ہیں۔

ہمارے ملک میں ہر سال بیس ہزار آدمی سانپ کے کاٹنے سے مرتے ہیں۔ امریکہ میں ایک ہزار پانچ سو آدمیوں کو سانپ کاٹتے ہیں تو صرف سو یا اس سے کچھ زیادہ آدمی مرتے ہیں اور برطانیہ میں افعی ADDER کے کاٹنے سے مرنے والوں کی تعداد نہیں کے برابر ہے

دنیا کا سب سے زہریلا سانپ راج ناگ KING COBRA (HAMADRYAD) ہوتا ہے جس کی لمبائی اٹھارہ یا انیس فٹ تک ہوتی ہے۔

ناگ دوسرے سانپوں پر بھی حملہ کر دیتا ہے وہ زہریلے ہی کیوں نہ ہوں۔ افریقہ کے بعض ناگ اپنے شکار پر زہر تھوک کر وقتی طور پر اسے اندھا کر دیتے ہیں ناگ کے بعد دوسرے بیحد زہریلے سانپوں میں بش ماسٹر BUSHMASTER اور ایمزان کے جنگلوں میں پائے جانے والے FER-DE-LANCE کا شمار ہوتا ہے۔ افریقہ کا ممبا MAMBA کاپرہیڈ COPPERHEAD ریٹیل RATTLESNAKE امریکہ کا CORAL اور آسٹریلیا کا ٹائیگر سانپ TIGERSNAKE کا شمار ہوتا ہے۔ افریقہ کے پف اڈر PUFADDER کو زہریلے سانپوں میں اس لیے فوقیت حاصل ہے کہ وہ اطراف کے ماحول میں اس طرح مل جاتا ہے کہ پہچاننا مشکل ہوتا ہے اور وہ اس وقت تک حرکت نہیں کرتا جب تک کہ اس کا شکار اس کے قریب نہ آجائے۔ اس طرح وہ اور بھی خطرناک ہو جاتا ہے۔

دنیا کے بعض خوش نصیب ممالک ایسے بھی ہیں جنھیں زہریلے سانپوں کو صرف کتابوں میں دیکھنا نصیب ہوتا ہے کیوں کہ وہاں ان کا وجود نہیں ہوتا۔ ان خوش نصیب ممالک میں آئرلینڈ IRE LAND آئس لینڈ ICE LAND نیوزی لینڈ NEWZEALAND وغیرہ شمار کیے جاتے ہیں۔

بعض سانپ انڈے دیتے ہیں جیسے برٹش گراس سانپ BRITISH GRASS SNAKE اور اژدہے PYTHONS وغیرہ، اور بعض بچے جنتے ہیں مثلاً برٹش اڈر اور ریٹل سانپ وغیرہ۔ سانپ کے انڈے مرغی کے انڈوں جیسے سخت نہیں ہوتے بلکہ جھلی قسم کے اور لچکیلے

ہوتے ہیں۔

سانپ کو روزانہ غذا کی ضرورت نہیں پڑتی کیوں کہ اچھی مقدار میں کھا لینے کے بعد غذا ہضم ہونے تک ان کا جی متلاتا رہتا ہے۔ بہت سے چھوٹے سانپ ہفتے میں صرف ایک بار کھاتے ہیں اور بعض سانپ ایسے ہیں جو ایک بار کھانے کے بعد مہینوں بلکہ دو دو سال بغیر کھائے پیئے رہ سکتے ہیں جیسے اژدہے وغیرہ۔

مگرمچھ دیکھنے میں (بیرونی ساخت) بہت بڑی چھپکلی نظر آتے ہیں۔ یہ امریکہ، افریقہ، چین اور ہمارے ملک ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ امریکہ میں ان کی دو قسمیں (الیگیٹر اور مگرمچھ) پائی جاتی ہیں۔

افریقہ میں صرف مگرمچھ CROCODILE چین میں الیگیٹر اور ہندوستان میں گھڑیال GHARIAL GAVIALIS (جسے مچھلی خور مگرمچھ کہتے ہیں) پائے جاتے ہیں۔ لیکن اب سوائے CAYMANS کے تمام قسمیں پائی جانے لگی ہیں۔

مگرمچھ اور گھڑیال کی ظاہری ساخت بہت کچھ ایک جیسی ہوتی ہے لیکن مگرمچھ کے جبڑے گاؤدم اور الیگیٹر کے ذرا پھیلے ہوئے ہوتے ہیں DO YOU KNOW ABOUT REPTILES & AMPHIBIANS کے مصنف ڈیوڈ اسٹافن STEPHEN کا کہنا ہے کہ بعض بڑے مگرمچھ انسانوں پر بھی حملہ آور ہوتے ہیں اور آدمیوں کو کھا جاتے ہیں۔ نیل مگرمچھ کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ اکثر مردم خور ہو جاتے ہیں اور حقیقتاً ناگ سانپ کے کاٹنے سے جتنی جانیں ضایع جاتی ہیں اتنی ہی مگرمچھ کے پیٹ کے دوزخ کا ایندھن بن جاتی ہیں۔

مگرمچھ دوسرے جانوروں (کتے اور چڑیوں) کی طرح سانس لیتے ہیں اور یہ خاص طور پر زیادہ عرصہ تک پانی کے اندر رہنے کے لیے آکسیجن اپنے پھیپھڑوں میں بڑی مقدار میں بھر سکتے ہیں۔

موجودہ زمانے میں کچھوؤں کی جملہ دو سو قسمیں پائی جاتی ہیں اور ان میں سب سے چھوٹا کچھوا چند اونس کا اور سب سے بڑا آدھا ٹن وزنی ہوتا ہے اور یہ بڑی قسم بحری ٹرٹل SEATURTLES کہلاتی ہے۔ ہمارے ملک کے سمندروں میں چار سو پونڈ سے بھی زیادہ وزنی کچھوے پائے جاتے ہیں۔ بعض زولوجیکل پارکس کی یادداشتوں سے پتہ

چلتا ہے کہ کچھوے سو سال سے بھی زیادہ عمر کے ہوئے ہیں۔ بعض کچھووں کی نسل کو انسان نے اس درجہ نقصان پہنچایا ہے کہ وہ معدوم ہونے کی حد تک کم ہو گئے ہیں انہی میں سے ایک گالاپگوس کچھوا GALAPAGOS -TORTOISE ہے۔ صرف کچھوے ہی پر کیا منحصر ہے حضرت انسان نے اپنی سفاکیوں سے بہت سے جانوروں کو EXTINCT کی ایسی دیوار کے پیچھے ڈھکیل دیا ہے جہاں سے وہ ادھر آ نہیں سکتے۔ اگر انسان کا بس چلتا تو جانور کیا وہ اپنے ہی بھائیوں کو معدوم کر دیتا صرف اپنے مفاد اور مذہب کے نام پر حالانکہ کسی مذہب نے درندگی کی تعلیم نہیں دی۔

کتابیات

شکار اور شکاری۔ حامد بن شبیر

حیوانی زندگی کی دل چسپ باتیں۔ محشر عابدی

HOW AND WHY REPTILES & AMPHIBIANS

HOW AND WHY DINOSAURUS

QAND A ADVENTURE REPTILES

PLANTS AND ANIMALS

LIFE AND ITS MARVELS (INTERNATIONAL PICTORED TREASURY

THE TURTLE BOOK.

THE READER'S DIGEST GREAT ENCYCLOPADIA DICTIONARY

BASIC SCIENCE SERIES ANIMALS AND THEIR YOUNG

ACONCISE GUIDE IN COLOUR REPTILES & AMPHIBIAN

ALGOLDEN NATURE GIUDE REPTITES & AMPHIBIANS

REPTILES AND AMPHIBIANS OF THE WORLD

MY FIRST PICTORIAL ENCYCLOPEDIA

DO YOU KNOW ABOUT REPTILES & AMPHIBIANS

THE GOLDEN BOOK ENCYCLOPEDIA

ALL ABOUT DINOSAURS.

Rs. 12/